بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ   وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

شمارہ 49

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 800 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

4/ جمادی الاوّل 1443 ہجری قمری ● 9/ فتح 1400 ہجری شمسی ● 9/ دسمبر 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَلَقَدِ اسۡتُہۡزِیَٔ بِرُسُلٍ مِّنۡ قَبۡلِکَ فَحَاقَ بِالَّذِیۡنَ سَخِرُوۡا مِنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ

(سورۃ الانعام:11)

ترجمہ: اور یقیناً رسولوں سے تجھ سے پہلے بھی تمسخر کیا گیا۔ پس ان کو جنہوں نے ان (رسولوں) سے تمسخر کیا انہی باتوں نے گھیر لیا جن سے وہ تمسخر کیا کرتے تھے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 3/ دسمبر 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

آفرین ہے اس صدیق پر کہ خدا تعالیٰ کے حدود کو توڑنا پسند نہ کیا اور اس کے بالمقابل ہر قسم کی آفت اور دُکھ اُٹھانے کو آمادہ ہو گیا

یوسفؑ اللہ تعالیٰ کے حُسن واحسان کے گرویدہ اور عاشقِ زار تھے، وہ ہرگز پسند نہ کرتے تھے کہ حدُود اللہ کو توڑیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

اگر گزشتہ زمانہ میں اس کی نظیر دیکھی جاوے تو پھر یوسفؑ کا صدق ہے۔ ایسا صدق دکھایا کہ یوسفؑ صدیق کہلایا۔ ایک خوبصورت، معزز اور جوان عورت جو بڑے بڑے دعوے کرتی ہے، عین تنہائی اور تخلیہ میں ارتکاب فعل بد چاہتی ہے لیکن آفرین ہے اس صدیق پر کہ خدا تعالیٰ کے حدود کو توڑنا پسند نہ کیا اور اس کے بالمقابل ہر قسم کی آفت اور دُکھ اُٹھانے کو آمادہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ قیدی کی زندگی بسر کرنی منظور کر لی چنانچہ کہا رَبِّ السِّجۡنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡہِ (یوسف:34) یعنی یوسفؑ نے دعا کی کہ اے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جس کی طرف وہ مجھے بلاتی ہے۔ اس سے حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک فطرت اور غیرت نبوت کا کیسا پتہ لگتا ہے کہ دوسرے امر کا ذکر تک نہیں کیا۔ کیا مطلب کہ اُس کا نام نہیں لیا۔ یوسفؑ اللہ تعالیٰ کے حُسن واحسان کے گرویدہ اور عاشقِ زار تھے۔ اُن کی نظر میں اپنے محبوب کے سوا دوسری کوئی بات جچ سکتی نہ تھی۔ وہ ہرگز پسند نہ کرتے تھے کہ حدُود اللہ کو توڑیں۔

کہتے ہیں کہ ایک لمبا زمانہ جو بارہ برس کے قریب بتایا جاتا ہے وہ جیل میں رہے۔ لیکن اس عرصہ میں کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کی تقدیر پر پورے راضی رہے۔ اس عرصہ میں بادشاہ کو کوئی عرضی بھی نہیں دی کہ اُن کے معاملہ کو سوچا جاوے یا اُنہیں رہائی دی جاوے۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ اس اہلِ غرض عورت نے تکالیف کا سلسلہ بڑھا دیا کہ کسی طرح پر وہ پھسل جاویں، مگر اس صدیق نے اپنا صدق نہ چھوڑا۔ خدا نے ان کو صدیق ٹھہرایا۔ یہ بھی صدیق کا ایک مقام ہے کہ دنیا کی کوئی آفت، کوئی تکلیف اور کوئی ذلت اُسے حدود اللہ کے توڑنے پر آمادہ نہیں کر سکتی۔ جس قدر اذیتیں اور بلائیں بڑھتی جاویں، وہ اُس کے مقام صدق کو زیادہ مضبوط اور لذیذ بناتی جاتی ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جیسا کہ مَیں بیان کر چکا ہوں کہ جب انسان اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کہہ کر صدق اور وفاداری کے ساتھ قدم اُٹھاتا ہے تو خدا تعالیٰ ایک بڑی نہر صدق کی کھول دیتا ہے جو اس کے قلب پر آ کر گرتی ہے اور اُسے صدق سے بھر دیتی ہے۔ وہ اپنی طرف سے بضاعۃ مُزجاۃ لاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اعلیٰ درجہ کی گراں قدر جنس اس کو عطا کرتا ہے اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس مقام میں انسان یہاں تک قدم مارے کہ وہ صدق اس کیلئے ایک خارق عادت نشان ہو۔ اس پر اس قدر معارف اور حقائق کا دریا کھلتا ہے اور ایسی قوت دی جاتی ہے کہ ہر شخص کی طاقت نہیں ہے کہ اس کا مقابلہ کرے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 345، مطبوعہ 2018 قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بیمار سوار ہو کر طواف کرے

(1632) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور آپؐ ایک اونٹ پر سوار تھے۔ جب آپؐ حجرِ اسود کے سامنے آتے تو آپؐ اسکی طرف ایک چیز سے جو آپؐ کے ہاتھ میں تھی اشارہ کرتے اور اللہ اکبر کہتے۔

(1633) حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شکایت کی کہ مَیں بیمار ہوں تو آپؐ نے فرمایا سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے پیچھے طواف کرلو۔ چنانچہ مَیں نے طواف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیت اللہ کے پہلو میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپؐ سورۃ وَالطُّوۡرِ وَکِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ تلاوت فرما رہے تھے۔

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ فرماتے ہیں: حدیث نمبر 1632 میں بیماری وغیرہ کا ذکر نہیں لیکن ابو داؤدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے جو روایت نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ قَدِمَ مَکَّۃَ وَھُوَ یَشۡتَکِیۡ فَطَافَ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ تشریف لائے، آپؐ بیمار تھے تو آپؐ نے اپنی سواری پر سوار ہو کر طواف کیا۔ ایک شخص جو دُور دراز کا سفر طے کر کے گیا ہو اور اگر وہ بیمار ہو جائے تو شریعتِ اسلام نے سہولت دی ہے اور اسے حج کے ثواب سے محروم نہیں رکھا۔ وہ سواری پر طواف کر سکتا ہے۔

(صحیح بخاری، جلد3، کتاب الحج، مطبوعہ 2008 قادیان)

سب ہی انسانوں کے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ ہے لیکن ایک آدمی جو روحانی غذائیں کھاتا ہے اس کی قوتِ فکریہ کو جِلا اور روشنی مل جاتی ہے دوسرے کو نہیں

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ النحل آیت 12 یُنۡۢبِتُ لَکُمۡ بِہِ الزَّرۡعَ وَالزَّیۡتُوۡنَ وَالنَّخِیۡلَ وَالۡاَعۡنَابَ وَمِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

شاید کوئی اعتراض کرے کہ انسان کی مقدم غذا حیوانی نہیں کیونکہ ایک خاصہ طبقہ دنیا کا صرف نباتی غذا استعمال کرتا ہے۔ مگر یہ اعتراض قلّتِ تدبّر کا نتیجہ ہوگا کیونکہ جو حیوانی غذا استعمال نہ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ بیشک گوشت تو نہیں کھاتے مگر ان کی اہم غذا بھی حیوانی ہوتی ہے۔ ماں کا دودھ پیئے بغیر کتنے بچے پلتے ہیں، پھر کیا ماں کا دودھ حیوانی غذا نہیں؟ اور جو ماں کا دودھ نہیں پیتے وہ جانوروں کا دودھ پیتے ہیں اور وہ بھی حیوانی غذا ہے اور جو لوگ حیوانی غذا کے استعمال سے بظاہر انکار کرتے ہیں وہ بڑی عمر میں بھی گھی دودھ استعمال کرتے ہیں جو حیوانی غذائیں ہیں۔ پس ایسا آدمی کوئی بھی نہیں جس کی اہم ترین غذا حیوانی نہ ہو اور جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ حیوانی غذا استعمال نہیں کرتے وہ یا تو خود فریب میں مبتلا ہوتے ہیں یا جان بوجھ کر دوسروں کو فریب دیتے ہیں۔ وہ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ہم گوشت نہیں کھاتے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کوئی حیوانی غذا بھی استعمال نہیں کرتے۔

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ

غذاؤں کے ذکر کے آخر میں فرمایا کہ اس میں فکر کرنے والوں اور سوچنے والوں کیلئے نشان ہے۔ اس سے ایک تو اس طرف اشارہ کیا کہ انسانی دماغ غذا سے نشو نما پاتا ہے۔ اسی طرح روحانیت سے تعلق رکھنے والا دماغ روحانی غذاؤں سے نشو نما پاتا ہے۔ دوسرے اس طرف اشارہ کیا کہ فطرت کے اندر افکار تو موجود ہوتے ہیں مگر ان کے اُبھارنے کیلئے عمدہ غذا کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح روحانی افکار بھی انسان کے اندر موجود تو ہوتے ہیں مگر اُن کے ابھارنے کیلئے بھی روحانی غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ سب انسان ایک ہی قسم کے ہیں۔ مگر ایک اعلیٰ درجہ کی قوت فکریہ رکھتا ہے دوسرا نہیں اور اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ایک کو مناسب غذا ملتی ہے دوسرے کو نہیں یہی حال روحانی عالم کا ہے سب ہی انسانوں کے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ ہے لیکن ایک آدمی جو روحانی غذائیں کھاتا ہے اس کی قوتِ فکریہ کو جِلا اور روشنی مل جاتی ہے دوسرے کو نہیں۔

(تفسیر کبیر، جلد چہارم، صفحہ 137، مطبوعہ 2010 قادیان)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ فرمودہ 19/ نومبر 2021ء (مکمل متن)
اختتامی خطاب حضور انور برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2021
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
اہم سوالات کے جوابات : از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
MTA گھانا کے اسٹاف کی حضور انور سے آن لائن ملاقات
پیغام حضور انور برموقع جلسہ سالانہ بلجیم 2021
قرآن مجید کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے: اعتراضات کے جوابات
تعارف کتاب: معجزاتُ القرآن | وصایا
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب
نماز جنازہ غائب | خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور

126 واں جلسہ سالانہ قادیان

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 126 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے 24، 25، 26/ دسمبر 2021 (بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ حضور انور کی منظوری کے مطابق موجودہ کووڈ 19 کے حالات کے پروٹوکالز کو مدنظر رکھتے ہوئے امسال وہی احباب جلسہ میں شامل ہوں گے جن کو باقاعدہ جماعتی طور پر شمولیت کیلئے ٹکٹ اور دعوت نامہ جاری کیا گیا ہے۔ باقی احباب جماعت اپنی جماعتوں میں آن لائن اسٹریمنگ کے ذریعہ جلسہ سالانہ کے روحانی پروگرامز سے استفادہ کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور سعید روحوں کیلئے ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین۔ (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِی العَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

خَلَتْ کے معنوں میں جسم سمیت آسمان میں جانا داخل نہیں
اگر کوئی ثابت کردے کہ خَلَتْ کے معنوں میں جسم سمیت آسمان میں جانا داخل ہے تو اس کیلئے ایک ہزار روپے کا اِنعام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُرشوکت انعامی چیلنج ہم آپ کی کتاب "تحفہ غزنویہ" رُوحانی خزائن جلد 15 سے پیش کررہے ہیں۔ خَلَتْ کے متعلق مندرجہ بالا انعامی چیلنج سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاص طور پر عبدالحق غزنوی کو دیا تھا جس کا مختصر تعارف قبل ازیں ہم 10 جون کے شمارہ میں پیش کرچکے ہیں۔ عبدالحق غزنوی کا تعلق افغانستان کے علاقہ غزنی سے تھا۔ وہاں سے ہجرت کرکے امرتسر میں رہائش اختیار کی تھی۔ مولوی عبداللہ غزنوی جو کہ ایک نیک صالح متقی صاحبِ کشف والہام بزرگ تھے، جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام عقیدت کا تعلق رکھتے تھے، عبدالحق غزنوی انکی شاگردی کا دم بھرتا تھا۔ یہ شخص سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سخت مخالف تھا اس نے 10 ذیقعدہ 1310 ہجری مطابق 27 مئی 1893ء کو امرتسر میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مباہلہ کیا تھا۔ اس مباہلہ میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عبدالحق غزنوی کے خلاف بددُعا نہیں کی تھی۔ مباہلہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو برکت پر برکت عطا کی اور عبدالحق غزنوی پر ذلت پر ذلت وارد کی۔ اس مباہلہ کا حال ہم ماہ جون و جولائی کے چند شماروں میں بیان کرچکے ہیں۔

عبدالحق غزنوی اپنی مخالفت میں ایماندار نہیں تھا یہی وجہ تھی کہ اس نے بے سروپا الزامات و اتہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لگائے۔ دیانت و امانت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بے دریغ جھوٹ کا استعمال کیا۔ سنجیدہ اعتراضات کی بجائے ہنسی ٹھٹھا کرنے کی عادت اپنالی تھی۔ ایسا ہی ایک اشتہار اس نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق شائع کیا جس کے جواب میں آپؑ نے کتاب "تحفہ غزنویہ" تالیف فرمائی۔ اشتہار کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

"اس اشتہار میں جس قدر سخت زبانی اور ٹھٹھا اور ہنسی ہے جو قدیم سے طریق سفہاء کا ہے اس کو ہم خدا تعالیٰ کے عدل کے سپرد کر کے اصل باتوں کا جواب دیتے ہیں وباللہ التوفیق۔"

(تحفہ غزنویہ، روحانی خزائن، جلد 15، صفحہ 534)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عبدالحق غزنوی کے تمام اعتراضات کا جواب قَوْلُہٗ اور اَقُوْلُ کے طرز پر دیا ہے۔ ایک اعتراض عبدالحق کا یہ تھا کہ آپؑ نے قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُل کے جو یہ معنے کئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے تمام انبیاء فوت ہوچکے ہیں یہ جھوٹ ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے انبیاء گزرے ہیں۔ یعنی مبعوث ہونا مُراد ہے فوت ہونا مُراد نہیں۔ عبدالحق غزنوی کا اعتراض ہم من وعن ذیل میں نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

قَوْلُہٗ :: دوسرا جھوٹ اسی صفحہ سطر 23و24 میں لکھا ہے۔ قرآن شریف کا یہ فرمانا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جو فوت نہیں ہوگیا یہ بھی سراسر جھوٹ ہے قرآن شریف میں فقط خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُل موجود ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیغمبر گزرے۔

عربی، اردو، فارسی، سب میں گزر جانے کا مطلب فوت ہوجانا ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عبدالحق کے مندرجہ بالا اعتراض کے جواب میں فرمایا :

کیا گزرنا بجز مرنے کے کوئی اور چیز بھی ہے۔ جو شخص دنیا سے گزر گیا اُسی کو تو کہتے ہیں کہ مرگیا۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

پدر چوں دور عمرش منقضی گشت ......☆...... مرا ایں یک نصیحت داد و بگذشت

اب بتلاؤ کہ بگذشت کے اس جگہ کیا معنے ہیں کیا یہ کہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا باپ زندہ بجسم عنصری آسمان پر چلا گیا تھا یا یہ کہ مرگیا تھا۔ اَے عزیز کیا ان تاویلات رکیکہ سے ثابت ہوجائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ مع جسم عنصری آسمان پر چلے گئے تھے۔ تمام دنیا کا یہ محاورہ ہے کہ جب مثلاً کہا جائے کہ فلاں بیمار گزر گیا تو کوئی بھی یہ معنے نہیں کرتا کہ وہ آسمان پر مع جسم عنصری چڑھ گیا اور عربی میں بھی گزرنا بمعنی مرنا ایک قدیم محاورہ ہے چنانچہ ایک فاضل کی نسبت جو کسی کتاب کو تالیف کرنا چاہتا تھا اور قبل از تالیف مرگیا کسی کا یہ پُرانا شعر ہے ؎

وَلَمْ یَتَّفِقْ حَتّٰی مَضٰی بِسَبِیْلِہٖ ......☆...... وَ کَمْ حَسَرَاتٍ فِیْ بُطُوْنِ الْمَقَابِرِ

یعنی اس فاضل کو اس کتاب کا تالیف کرنا اتفاق نہ ہوا یہاں تک کہ گزر گیا اور قبروں کے پیٹ میں بہت سی حسرتیں ہیں۔ یعنی اکثر لوگ قبل اس کے جو اپنے ارادے پورے کریں مرجاتے ہیں اور حسرتوں کو قبروں میں ساتھ لے جاتے ہیں۔ اب دیکھو کہ اس جگہ بھی گزرنا بمعنی مرنے کے ہے۔

ہر ایک محقق اور مفسر خَلَتْ کے یہی معنے لکھتا ہے

حضور علیہ السلام نے فرمایا :

اور اگر یہ کہو کہ کس تفسیر والے نے یہ معنے لکھے ہیں تو اس کا یہ جواب ہے کہ ہر ایک محقق مفسر جو عقل اور بصیرت اور علم بصیرت سے حصہ رکھتا ہے یہی معنے لکھتا ہے۔ دیکھو تفسیر مظہری صفحہ 485 زیر آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُل یعنی مَضَتْ وَ مَاتَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ یعنی پہلے نبی دُنیا سے گزر گئے اور مرگئے۔ اور الف لام سے اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کوئی ان میں سے موت سے خالی نہیں رہا۔

تفسیر تبصیر الرحمان وتیسیر المنان للشیخ العلامہ زین الدین علی المہائمی

ایسا ہی تفسیر تبصیر الرحمان وتیسیر المنان للشیخ العلامہ زین الدین علی المہائمی۔ زیر آیت قَدْ خَلَتْ لکھا ہے قَدْ خَلَتْ۔ مِنْھُمْ مَنْ مَاتَ وَمِنْھُمْ مَنْ قُتِلَ فَلَا مُنَافَات بین الرسالۃ والقتل والموت۔ دیکھو صفحہ 177۔ جلد پہلی۔ تبصیر الرحمان۔ یعنی گزشتہ انبیاء دُنیا سے اس طرح گزر گئے کہ کوئی مرگیا اور کوئی قتل کیا گیا۔ پس نبوت اور موت اور قتل میں کچھ منافات نہیں۔

تفسیر جامع البیان للشیخ العلامہ سیّد معین الدین ابن شیخ سید صفی الدین

ایسا ہی تفسیر جامع البیان للشیخ العلامہ سیّد معین الدین ابن شیخ سید صفی الدین صفحہ 21 میں زیر آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُل لکھا ہے۔ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُل بِالْمَوْتِ اَوِالْقَتْلِ فَیَخْلُوْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْضًا یعنی تمام نبی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے تھے موت کے ساتھ یا قتل کے ساتھ دنیا سے گزر گئے۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی دنیا سے گزر جائیں گے۔

غایۃ القاضی وکفایۃ الراضی علیٰ تفسیر البیضاوی

ایسا ہی حاشیہ غایۃ القاضی وکفایۃ الراضی علیٰ تفسیر البیضاوی جلد 3 صفحہ 68 مقام مذکور کے متعلق یہ لکھا ہے۔ لَیْسَ (رَسُوْلُنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) مُتَبَرِّءً عَنِ الْھَلَاکِ کَسَائِرِ الرُّسُلِ وَیَخْلُوْ کَمَا خَلَوْا۔ یعنی ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم موت سے مستثنیٰ نہیں ہیں بلکہ جیسا کہ پہلے اُن سے تمام پیغمبر مرچکے ہیں وہ بھی مریں گے۔ اور جیسا کہ وہ اِس دنیا سے گزر گئے وہ بھی گزر جائیں گے۔

تفسیر جمل میں جس کا دوسرا نام فتوحات الٰہیہ ہے

ایسا ہی تفسیر جمل میں جس کا دوسرا نام فتوحات الٰہیہ ہے یعنی جلد 1 صفحہ 336 میں زیر تفسیر آیت وَمَا مُحَمَّدٌ ...... قَدْ خَلَتْ یہ لکھا ہے۔ کَاَنَّھُمْ اِعْتَقَدُوْا اَنَّہٗ لَیْسَ کَسَائِرِ الرُّسُلِ فِیْ اَنَّہٗ یَمُوْتُ کَمَا مَاتُوْا۔ یعنی بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو گویا یہ گمان ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوسرے نبیوں کی طرح نہیں مریں گے بلکہ زندہ رہیں گے سو فرمایا کہ وہ بھی مرے گا جیسا کہ پہلے تمام نبی مرگئے۔

تفسیر صافی

ایسا ہی تفسیر صافی زیر آیت مذکورہ جلد اوّل میں لکھا ہے۔ فَسَیَخْلُوْ کَمَا خَلَوْا بِالْمَوْتِ اَوِالْقَتْلِ یعنی حضرت سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا سے ایسا ہی گزر جائے گا جیسا کہ دوسرے نبی موت یا قتل کے ساتھ دنیا سے گزر گئے۔

اب ظاہر ہے کہ ان تمام تفسیر والوں نے لفظ خَلَتْ کے معنے مَاتَتْ ہی کیا ہے یعنی اِس آیت کے یہی معنے کئے ہیں کہ جیسے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام فوت ہوگئے ہیں ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی وفات پائیں گے۔ اب دیکھو کہ حضرت مسیح کی موت پر یہ کس قدر روشن ثبوت ہے جو تمام تفسیروں والے یک زبان ہوکر بول رہے ہیں کہ پہلے جس قدر دنیا میں نبی آئے سب فوت ہوچکے ہیں۔ ماسوااِس کے ہر ایک ایماندار کا یہ فرض ہے کہ اِس مقام میں جن معنوں کی طرف خود اللہ جلّ شانہٗ نے اشارہ فرمایا ہے اُنہی معنوں کو درست سمجھے اور اس کے مخالف معنوں کو زَیغ اور الحاد یقین کرے۔ اور یہ بات نہایت بدیہی اور اظہر من الشّمس ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ نے آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ کی تفسیر میں آپ ہی فرمادیا ہے اَفَاِئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ پس اِس ساری آیت کے یہ معنے ہوئے کہ پہلے تمام نبی اس دُنیا سے موت یا قتل سے گزر چکے ہیں۔ سو اگر یہ نبی بھی اُنہی کی طرح موت یا قتل سے گزر جائے تو کیا تم دین سے پھر جاؤ گے۔ اِس جگہ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اِس مقام میں خدا تعالیٰ نے دنیا سے گزر جانے کے دو ہی طور پر معنے قرار دیئے ہیں ایک یہ کہ بذریعہ موت، حتف انف یعنی طبعی موت کے انسان مرجائے اور دوسرے یہ کہ مارا جائے یعنی قتل کیا جائے۔ غرض خدا تعالیٰ نے خلت کے لفظ کو موت یا قتل میں محصور کردیا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اگر کوئی تیسرا شق بھی خدا تعالیٰ کے علم میں ہوتا تو خلت کے معنوں کی تکمیل کے لئے اِس کو بھی بیان فرماتا مثلاً یہ کہنا اَفَاِئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ اَوْ رُفِعَ اِلَی السَّمَآءِ بِجِسْمِہٖ کَمَا رُفِعَ عِیْسٰی اِنْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ سارے نبی پہلے اِس سے گزر چکے ہیں پس اگر یہ نبی بھی مرجائے یا قتل کیا جائے یا عیسیٰ کی طرح مع جسم آسمان پر اُٹھایا جائے تو کیا تم اِس دین سے پھر جاؤ گے۔ اب اَے عزیز کیا تو خدا پر اعتراض کرے گا کہ وہ اِس تیسری شق کا بیان کرنا بھول گیا اور صرف دو شق بیان کئے۔ لیکن

باقی صفحہ 17 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

عبداللہ بن شدّاد کہتے تھے کہ میں نے حضرت عمرؓ کی ہچکیاں سنیں اور میں آخری صف میں تھا آپ یہ تلاوت کررہے تھے، اِنَّمَآ اَشۡکُوۡا بَثِّیۡ وَ حُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ یعنی میں تو اپنے رنج و اَلم کی صرف اللہ کے حضور فریاد کرتا ہوں

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19 نومبر 2021ء بمطابق 19 نبوت 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کررہا ہے)

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَ اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَ رَسُوۡلُہٗ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝

اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ۝

صحابہؓ کی پہلی حالت اور اسلام قبول کرنے کے بعد جو انقلاب ان کی حالتوں میں آیا اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مثال حضرت عمرؓ کی بھی دی ہے۔ یہ مثال گو میں پہلے ذکر کر چکا ہوں لیکن یہاں اس حوالے سے بیان کردیتا ہوں۔ آپؓ نے فرمایا۔ ’’دیکھو صحابی کس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بنے اور کس طرح انہوں نے بڑے بڑے درجے حاصل کیے۔ اسی طرح کہ کوشش کی ورنہ یہ وہی لوگ تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن تھے اور آپؐ کو گالیاں دیتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرے خلیفہ ہوئے ہیں ابتداء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے سخت دشمن تھے کہ آپؐ کو قتل کرنے کے لیے گھر سے نکلے تھے۔ راستہ میں ایک شخص ملا جس نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے جاتا ہوں۔ اس نے کہا پہلے اپنی بہن اور بہنوئی کو تو قتل کرلو جو مسلمان ہوگئے ہیں پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مارنا۔ یہ سن کر وہ غصہ سے بھر گئے اور اپنی بہن کے گھر کی طرف روانہ ہوگئے۔ آگے جا کر دیکھا تو دروازہ بند تھا اور ایک شخص قرآن کریم سنا رہا تھا اور ان کی بہن اور بہنوئی سن رہے تھے۔ اس وقت تک پردہ کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔‘‘ اس لیے وہ صحابی اندر گھر میں بیٹھے تھے۔ ’’حضرت عمرؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کھولو۔ ان کی آواز سن کر اندر والوں کو ڈر پیدا ہوا کہ ماردیں گے اس لئے انہوں نے دروازہ نہ کھولا۔ حضرت عمرؓ نے کہا اگر دروازہ نہ کھولو گے تو میں توڑ دوں گا۔ اس پر انہوں نے قرآن کریم سنانے والے مسلمان کو چھپا دیا اور بہنوئی بھی چھپ گیا۔ صرف بہن نے سامنے آ کر دروازہ کھولا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا: بتاؤ کیا کررہے تھے اور کون شخص تھا جو کچھ پڑھ رہا تھا؟ انہوں نے ڈر کے مارے ٹالنا چاہا۔ حضرت عمرؓ نے کہا جو پڑھ رہے تھے مجھے سناؤ۔ ان کی بہن نے کہا: آپ اس کی بے ادبی کریں گے اس لیے خواہ ہمیں جان سے ماردیں ہم نہیں سنائیں گے۔ انہوں نے کہا: نہیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ بے ادبی نہیں کروں گا۔‘‘ یعنی قرآن کریم کی بے ادبی نہیں کروں گا۔ ’’اس پر انہوں نے قرآن کریم سنایا جسے سن کر حضرت عمرؓ رو پڑے اور دوڑے دوڑے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ تلوار ہاتھ میں ہی تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر کہا۔ عمر یہ بات کب تک رہے گی؟ یہ سن کر وہ رو پڑے اور کہا میں نکلا تو آپؐ کے مارنے کے لیے تھا لیکن خود شکار ہوگیا ہوں۔‘‘

تو یہ خلاصہ ہے اس سارے لمبے واقعہ کا جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ’’تو پہلے یہ حالت تھی جس سے انہوں نے ترقی کی۔ پھر یہی صحابہ تھے جو پہلے شراب پیا کرتے تھے۔ آپس میں لڑا کرتے تھے‘‘ اَور صحابہ کا بھی ذکر ہے۔ ’’اَور کئی قسم کی کمزوریاں ان میں پائی جاتی تھیں لیکن جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول کیا اور دین کے لئے ہمت اور کوشش سے کام لیا تو نہ صرف خود ہی اعلیٰ درجے پر پہنچ گئے بلکہ دوسروں کو بھی اعلیٰ مقام پر پہنچانے کا باعث ہوگئے۔ وہ پیدا ہی صحابی نہیں ہوئے تھے بلکہ اسی طرح کے تھے جس طرح کے اَور تھے مگر انہوں نے عمل کیا اور ہمت دکھائی تو صحابی ہوگئے۔ آج بھی اگر ہم ایسا ہی کریں تو صحابی بن سکتے ہیں۔‘‘ (عورتوں کا دین سے واقف ہونا ضروری ہے، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 38-39)

حضرت عمرؓ کی خشیت الٰہی کی کیا حالت تھی؟ اس بارے میں روایت ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی بکری بھی ضائع ہوکر مرگئی تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے قیامت کے دن اس کے بارے میں سوال کرے گا۔ (سیرت عمر بن خطاب از ابن الجوزی، صفحہ 140، المطبعۃ المصریۃ الازہر)

ایک روایت میں اس طرح بیان ہوا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی اونٹ بھی ضائع ہوکر مر گیا تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اس کے بارے میں سوال کرے گا۔

(الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 232، دار الکتب العلمیۃ 1990)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک دن میں عمر بن خطابؓ کے ساتھ باہر گیا یہاں تک کہ آپؓ ایک باغ میں داخل ہوئے۔ میرے اور آپؓ کے درمیان ایک دیوار حائل تھی۔ آپؓ باغ کے اندر تھے۔ میں نے اس وقت آپؓ کو یہ کہتے سنا۔ واہ واہ اے خطاب کے بیٹے عمر! تُو امیر المومنین ہے۔ اللہ کی قسم تو ضرور اللہ سے ڈر ورنہ وہ ضرور تجھے عذاب دے گا۔ (مؤطا امام مالک کتاب الکلام والعینۃ والتقی باب ما جاء فی التقی، صفحہ 601، روایت نمبر 1867، مکتبہ دار الفکر بیروت)

حضرت عمرؓ کی انگوٹھی پر یہ جملہ کندہ تھا کہ کَفٰی بِالۡمَوۡتِ وَاعِظًا یَا عُمَرُ کہ اے عمر! واعظ ہونے کے لحاظ سے موت کافی ہے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد 3، صفحہ 236، باب حرف العین ’’عمر بن الخطاب‘‘ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء) یعنی اگر انسان موت کو یاد رکھے تو وہی نصیحت کرنے والی ایک چیز ہے اور اپنی حالت کو ٹھیک رکھنے کے لیے یہی چیز کافی ہے۔

عبداللہ بن شدّاد کہتے تھے کہ میں نے حضرت عمرؓ کی ہچکیاں سنیں اور میں آخری صف میں تھا۔ آپ یہ تلاوت کررہے تھے۔ اِنَّمَآ اَشۡکُوۡا بَثِّیۡ وَ حُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ (یوسف: 87) یعنی میں تو اپنے رنج و اَلم کی صرف اللہ کے حضور فریاد کرتا ہوں۔ (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اِذَا بَکَی الۡاِمَامُ فِی الصَّلٰوۃِ)

اس روایت کو ایک خطبہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی بیان فرمایا تھا اور اس کی کچھ تفصیل اپنے الفاظ میں بھی اس طرح بیان کی تھی کہ حضرت عبداللہ بن شدّاد کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ ایک دفعہ نماز پڑھا رہے تھے اور میں آخری صف میں تھا لیکن حضرت عمرؓ کی گریہ وزاری کی آواز سن رہا تھا۔ وہ یہ تلاوت کر رہے تھے۔ اِنَّمَآ اَشۡکُوۡا بَثِّیۡ وَ حُزۡنِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ (یوسف: 87) کہ میں تو اپنے اللہ ہی کے سامنے اپنے سارے دکھ رویا کروں گا۔ کسی اور کے سامنے مجھے ضرورت نہیں ہے۔ پس جو ذکرِ الٰہی میں گم رہتے ہیں ان کو خدا کے سوا کسی اَور کا دربار ملتا ہی نہیں جہاں وہ اپنے غم اور دکھ روئیں اور اپنے سینوں کے بوجھ ہلکے کریں۔ یہ روایت کرنے والے کہتے ہیں کہ پچھلی صف میں تھا وہاں تک مجھے حضرت عمرؓ کے سینے کے گڑگڑانے کی آواز آرہی تھی۔

(ماخوذ از خطبات طاہر جلد 13 صفحہ 248-249)

حضرت عمرؓ پرانے خدمت کرنے والوں اور قربانی کرنے والوں کا کس طرح خیال رکھا کرتے تھے۔ اس بارے میں روایت ہے۔ ثَعۡلَبہ بن ابو مالک کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اہلِ مدینہ کی عورتوں میں سے بعض کو اوڑھنیاں تقسیم کیں۔ کوئی اچھی قسم کی اوڑھنیاں آئی تھیں ان میں سے ایک اچھی اوڑھنی بچ گئی۔ جو لوگ ان کے پاس تھے ان میں سے کسی نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین! آپؓ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیٹی کو دیں جو آپؓ کے پاس ہے۔ اس کی مراد حضرت علیؓ کی بیٹی حضرت ام کلثومؓ تھیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: اُمِّ سَلِیط اس کی زیادہ حق دار ہیں۔ کہا نہیں، ام سلیط اس کی زیادہ حق دار ہیں اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضرت ام سلیط ان انصاری عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ حضرت عمرؓ نے کہا وہ جنگِ احد کے دن ہمارے لیے مشکیں اٹھا کر لاتی تھیں۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ذکر ام سلیط، حدیث 4071)

پھر قربانی کرنے والوں کے قریبیوں کو بھی نوازنے کا ذکر ایک روایت میں ملتا ہے۔ زید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کی۔ کہتے تھے کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بازار گیا۔ حضرت عمرؓ سے ایک جوان عورت پیچھے سے آملی اور کہنے لگی اے امیر المومنین! میرا خاوند فوت ہوگیا ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے۔ اللہ کی قسم! بکری کے پائے بھی انہیں نصیب نہیں۔ نہ ان کی کوئی کھیتی ہے اور نہ دودھیل جانور یعنی دودھ دینے والے جانور اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کو قحط سالی نہ کھا جائے اور میں خُفَافُ بن اِیۡمَاء غِفَاری کی بیٹی ہوں اور میرے والد حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر ٹھہر گئے اور آگے نہیں چلے۔ حضرت عمرؓ نے کہا واہ واہ! بہت نزدیک کا تعلق ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے واپس جا کر ایک مضبوط اونٹ لیا جو گھر میں بندھا تھا اور دو بوریاں اناج سے بھریں اور ان پر لادیں اور ان کے درمیان سال بھر کے خرچ کے لیے مال اور کپڑے بھی رکھے۔ پھر اس اونٹ کی نکیل اس عورت کے ہاتھ میں دے دی اور کہا اسے لے جاؤ۔ یہ ختم نہیں ہوگا کہ اللہ تمہیں اَور دے گا۔ ایک شخص کہنے لگا کہ امیر المومنین! آپؓ نے اس کو بہت دے دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: تیری ماں تجھے کھوئے یعنی ناراضگی کا اظہار کیا کہ اللہ کی قسم! میں تو اس کے باپ اور اس کے بھائی کو اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے عرصے تک ایک قلعہ کا محاصرہ کیے رکھا جسے انہوں نے آخر فتح کرلیا۔ پھر اس کے بعد صبح کے وقت ہم ان دونوں کے حصے اپنے درمیان تقسیم کرنے لگے یعنی وہ قلعہ ان دونوں

نے فتح کیا تھا جس کی غنیمت کُل مسلمانوں کو ملی۔ گویا ہم نے ان کے حصہ میں سے بانٹا۔(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیہ، حدیث 4161، 4160) پس یہ وجہ ہے کہ یہ اس کی حق دار بنتی ہے کہ اسے کچھ دیا جائے۔

بوڑھی اور معذور اور ضرورت مند عورتوں اور لوگوں کا کس طرح خیال رکھا کرتے تھے اس بارے میں روایت ہے۔ حضرت طلحہؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ رات کی تاریکی میں گھر سے نکلے تو حضرت طلحہؓ نے دیکھ لیا۔ حضرت عمرؓ ایک گھر میں داخل ہوئے۔ پھر دوسرے گھر میں داخل ہوئے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت طلحہؓ ان گھروں میں سے ایک گھر میں گئے، وہاں ایک نابینا بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی۔ حضرت طلحہؓ نے اس سے پوچھا جو شخص تیرے پاس رات کو آتا ہے وہ کیا کرتا ہے؟ بڑھیا نے جواب دیا: وہ کافی عرصہ سے میری خدمت کر رہا ہے اور میرے کام کاج کو ٹھیک کرتا ہے اور میری گندگی دور کرتا ہے۔ یہ سن کر حضرت طلحہؓ نے ندامت سے اپنے آپ کو کہا اے طلحہ! تیری ماں تجھے کھوئے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ تُو عمرؓ کی لغزشوں کی کھوج میں ہے اور یہاں تو معاملہ ہی کچھ اَور ہے۔(سیرت عمر بن خطاب از ابن الجوزی، صفحہ 58، المطبعۃ المصریۃ الازہر) رعایا کی خدمت کے یہ عظیم معیار تھے جو حضرت عمرؓ نے قائم فرمائے۔

حضرت عمرؓ کی لوگوں، ضرورت مندوں، عورتوں، بچوں کی ضروریات پوری کرنے کی بہت سی روایات ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے آپؓ پوری کیا کرتے تھے اور کس طرح بے چین ہو جایا کرتے تھے۔ آپؓ جب دیکھتے تھے کہ کسی کی ضرورت پوری نہیں ہوئی اور وہ آپؓ کی رعایا میں ہے تو بہت بے چین ہوتے تھے۔ بعض مثالیں میں گذشتہ ہفتوں کے جمعوں میں مختلف حوالوں سے پیش کر چکا ہوں مثلاً کس طرح ایک موقع پر آپ نے جب رات کو ایک عورت سے اس کے بچے کے رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ کیونکہ عمرؓ نے دودھ پیتے بچوں کا راشن مقرر نہیں کیا اس لیے میں بچے کو غذا کھانے کی عادت ڈالنے کے لیے دودھ نہیں دے رہی اور یہ بھوک سے رو رہا ہے۔ یہ بات سن کر حضرت عمرؓ بے چین ہو گئے اور فوراً کھانے پینے کے سامان کا انتظام کیا اور پھر اعلان کیا کہ آئندہ سے ہر پیدا ہونے والے بچے کو بھی راشن ملا کرے گا۔

(ماخوذ از البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، الجزء العاشر، صفحہ 185-186، مطبوعہ دار ہجر 1997ء)

اسی طرح ایک موقع پر ایک مسافر خاتون جس کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا اور رات کو اسے ڈیرہ ڈالنا پڑا اور بچے بھوک سے رو رہے تھے۔ آپؓ کو جب رات کو اس کا علم ہوا تو فوراً سٹور سے کھانے پینے کا سامان اٹھا کر اس تک پہنچایا اور بے چین ہو گئے اور اس وقت تک آپ کو چین نہیں آیا جب تک کہ کھانا پکا کر ان بچوں کو کھلا کر انہیں ہنستا نہ دیکھ لیا پھر آپؓ اس جگہ سے واپس ہوئے۔(ماخوذ از تاریخ الطبری لابن جریر، الجزء 5، صفحہ 62، ثم دخلت سنۃ ثلاث عشرین/ ذکر بعض سیرہ...... مطبوعہ دار الفکر بیروت 1998ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے بیان کیا کہ ”حضرت عمرؓ کو دیکھ لو ان کے رعب اور دبدبہ سے ایک طرف دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ کانپتے تھے۔ قیصر و کسریٰ کی حکومتیں تک لرزہ براندام رہتی تھیں مگر دوسری طرف اندھیری رات میں ایک بدوی عورت کے بچوں کو بھوکا دیکھ کر عمرؓ جیسا عظیم المرتبت انسان تلملا اٹھا اور وہ اپنی پیٹھ پر آٹے کی بوری لاد کر اور گھی کا ڈبہ اپنے ہاتھ میں اٹھا کر ان کے پاس پہنچا اور اس وقت تک واپس نہیں لوٹا جب تک کہ اس نے اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر ان بچوں کو نہ کھلا لیا اور وہ اطمینان سے سو نہ گئے۔“

(سیر روحانی (6)، انوار العلوم، جلد 22، صفحہ 596)

پھر ایک واقعہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ حضرت عمرؓ جب شام سے مدینہ لوٹ کر آئے تو لوگوں سے الگ ہو گئے تا کہ ان کے احوال معلوم کریں۔ یعنی اس قافلے سے الگ ہو گئے اور ایک طرف چلے گئے تا کہ لوگوں کے احوال معلوم کریں تو آپؓ کا گزر ایک بڑھیا کے پاس سے ہوا جو اپنے خیمے میں تھی۔ آپؓ اس سے پوچھ گچھ کرنے لگے تو اس نے کہا اے شخص عمرؓ نے کیا کیا؟ آپؓ نے کہا کہ وہ ادھر ہی تو ہے اور شام سے آ گیا ہے تو اس عورت نے کہا کہ خدا اس کو میری طرف سے جزائے خیر نہ دے۔ آپؓ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے! کیوں؟ یعنی تم ایسا کیوں کہتی ہو؟ اس نے کہا کہ جب سے وہ خلیفہ ہوا ہے آج تک مجھے اس کا کوئی عطیہ نہیں ملا۔ نہ کوئی دینار نہ درہم۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تجھ پر افسوس اور عمر کو تیرے حال کی خبر کیسے ہو سکتی ہے؟ اس بڑھیا کو نہیں پتہ تھا کہ حضرت عمرؓ ہیں، جبکہ تُو ایسی جگہ بیٹھی ہوئی ہے، دُور دراز علاقے میں جنگل کے قریب بیٹھی ہوئی ہے تو اس نے کہا سبحان اللہ! عورت کہنے لگی سبحان اللہ! میں گمان نہیں کرتی کہ کوئی لوگوں پر والی بن جائے اور اس کو یہ خبر نہ ہو کہ اس کے آگے مشرق و مغرب میں کیا ہے۔ تو عمرؓ روتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ کہہ رہے تھے کہ ہائے عمر ہائے! کتنے دعویدار ہوں گے۔ ہر ایک تجھ سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والا ہے اے عمر۔ پھر حضرت عمرؓ نے اس سے فرمایا کہ تُو اپنی مظلومیت کے حق کو اس کے ہاتھ کتنے میں بیچتی ہے کہ میں اس کو جہنم سے بچانا چاہتا ہوں۔ یعنی یہ کہا کہ حضرت عمرؓ کو جہنم سے بچانا چاہتا ہوں۔ تُو بتا کہ اپنی مظلومیت کے حق کو کتنے میں بیچتی ہو۔ اس عورت نے کہا کہ ہم سے مذاق نہ کر۔ خدا تجھ پر رحمت کرے۔ تو حضرت عمرؓ نے اس سے فرمایا یہ مذاق نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ اس سے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اس کے حق مظلومیت کو پچیس دینار میں خرید لیا۔ ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود آ پہنچے اور ان دونوں نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اس پر عورت نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور کہنے لگی کہ اللہ بھلا کرے۔ میں نے امیر المومنین کو ان کے سامنے برا بھلا کہہ دیا۔ تو امیر المومنین نے اس سے فرمایا: تجھ پر کوئی جرم نہیں۔ خدا تجھ پر رحم کرے۔ پھر حضرت عمرؓ نے ایک چمڑے کا ٹکڑا مانگا کہ اس پر لکھیں مگر نہ ملا۔ پھر اپنی چادر میں سے جس کو اوڑھا ہوا تھا ایک ٹکڑا کاٹا اور لکھا۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ یہ اس کی دستاویز ہے جو عمر نے فلاں عورت سے آج کے دن تک اس کا حقِ مظلومیت پچیس دینار میں خریدا ہے جب سے وہ والی بنا ہے۔ اگر وہ اب اللہ کے سامنے محشر میں کھڑی ہو کر دعویٰ کرے تو عمر اس سے بری ہے۔ علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود اس پر گواہ ہیں۔ پھر وہ تحریر حضرت علیؓ کو دے دی اور فرمایا کہ اگر میں تم سے پہلے دنیا سے گزر جاؤں تو اس کو میرے کفن میں رکھ دینا۔(ماخوذ از ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مترجم جلد 3 صفحہ 276 تا 278 مناقب فاروق اعظم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اولاد کا رشتہ دیکھنے کے لیے لوگ کیا معیار رکھتے ہیں۔ آج کل بھی ہم دیکھتے ہیں بڑے بڑے اونچے معیار ہوتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کا کیا معیار تھا؟ اس بارے میں ایک روایت ہے، حضرت اسلمؓ سے مروی ہے جو حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ تھے کہ بعض راتوں میں سے ایک رات میں مَیں امیر المومنین کے ساتھ مدینہ کی اطراف میں پھر رہا تھا۔ آپؓ نے ایک گھڑی کے لیے یعنی کچھ وقت کے لیے استراحت کی غرض سے ایک دیوار کی جانب سہارا لیا۔ گھر کی دیوار تھی اس کے سہارے بیٹھ گئے تو آپؓ نے سنا کہ گھر کے اندر ایک بڑھیا اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ اٹھ اور دودھ میں پانی ملا دے۔ لڑکی نے کہا آپ نہیں جانتیں کہ امیر المومنین کے منادی نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے۔ ماں نے کہا: نہ اس وقت امیر المومنین موجود ہے اور نہ اس کا منادی۔ لڑکی نے کہا کہ خدا کی قسم! یہ بات تو ہمارے لیے مناسب نہیں ہے کہ سامنے تو ہم ان کی اطاعت کریں اور خلوت میں نافرمانی کرنے لگیں۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اپنے ساتھی سے فرمایا کہ اے اسلم! اس مکان پر نشان لگا دو۔ اس کے دروازے پہ ایک نشان لگا دو۔ دوسرے دن آپ نے کسی کو بھیجا اور اس لڑکی کا رشتہ اپنے بیٹے عاصم سے کر دیا۔ اس کی اسی سچائی پر، نیکی کو دیکھتے ہوئے اپنے بیٹے کا رشتہ اس لڑکی سے کر دیا۔ اس سے عاصم کی ایک لڑکی پیدا ہوئی حضرت عمر بن عبدالعزیز اسی لڑکی کی اولاد میں سے تھے۔(ماخوذ از ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مترجم، جلد 3، صفحہ 281-282، مناقب فاروق اعظمؓ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ایک روایت میں ہے کہ سَلَمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں بازار سے گزر رہا تھا کہ حضرت عمرؓ بھی اپنے کسی کام سے گزر رہے تھے۔ آپؓ کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا اے سَلَمہ! اس طرح رستہ سے ہٹ کر چلا کرو۔ پھر مجھے ہلکا سا کوڑا مارا لیکن کوڑا میرے کپڑے کے کنارے پر لگا۔ پس میں رستے سے ہٹ گیا اور آپؓ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ اس بات کو سال گزر گیا۔ پھر حضرت عمرؓ سے میری بازار میں ملاقات ہوئی۔ آپؓ نے فرمایا اے سَلَمہ! کیا اس سال حج کو جانے کا ارادہ ہے۔ میں نے کہا ہاں اے امیر المومنین۔ پھر آپؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھر لے گئے اور ایک تھیلے میں سے چھ سو درہم مجھے دیے اور فرمانے لگے اے سَلَمہ! اس کو اپنی ضروریات میں استعمال کر لو اور یہ اس کا بدلہ ہے جو ایک سال پہلے مَیں نے تمہیں کوڑا مارا تھا۔ سَلَمہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم! امیر المومنین! میں یہ بات بالکل بھول چکا تھا اور آج آپؓ نے یاد کروائی ہے۔

(سیرت عمر بن خطاب از ابن الجوزیم صفحہ 98 م المطبعۃ المصریۃ الازہر)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی دیکھا کرتے تھے کہ بازار کی قیمتیں ایسی ہوں جن سے کسی بھی فریق کے شہری حقوق متاثر نہ ہوں۔ چنانچہ اسی بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے بیان کیا کہ ”شہری حقوق میں یہ بھی داخل ہے کہ لین دین کے معاملات میں خرابی نہ ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام نے اس حق کو بھی نظرانداز نہیں کیا۔ چنانچہ اسلام نے بھاؤ کو بڑھانے اور مہنگا سودا کرنے سے روکا ہے۔ اسی طرح دوسروں کو نقصان پہنچانے اور ان کو تجارت میں فیل کرنے کے لئے بھاؤ کو گرا دینے سے بھی منع فرمایا ہے۔“ جس طرح آجکل کی مارکیٹ میں یہ چلتا ہے۔ ”ایک دفعہ مدینہ میں ایک شخص ایسے ریٹ پر انگور بیچ رہا تھا جس ریٹ پر دوسرے دکاندار نہیں بیچ سکتے۔ حضرت عمرؓ پاس سے گزرے تو انہوں نے اس شخص کو ڈانٹا کیونکہ اس طرح باقی دکانداروں کو نقصان پہنچتا تھا۔ غرض اسلام نے سودا مہنگا کرنے سے بھی روک دیا اور بھاؤ کو گرا دینے سے بھی روک دیا تا کہ نہ دکانداروں کو نقصان ہو اور نہ پبلک کو نقصان ہو۔“ (تفسیر کبیر، جلد 10، صفحہ 307)

عامر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور کہا کہ میری ایک بیٹی تھی جس کو جاہلیت میں زندہ درگور کر دیا گیا لیکن میں نے اسے مرنے سے پہلے نکال لیا۔ جب وہ اسلام لے آئی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد لگ گئی۔ غلط کام ہوا اس کی وجہ سے حد لگ گئی تو اس نے ایک چھری لی تا کہ اس سے اپنے آپ کو قتل کر دے۔ میں نے اسے پکڑ لیا جبکہ اس نے اپنی بعض رگوں کو کاٹ لیا تھا۔ پھر میں نے اس کا علاج کیا یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو گئی۔ پھر اس نے اس کے بعد توبہ کر لی اور اچھی توبہ کی۔ اے امیر المومنین! اب مجھے اس کے لیے نکاح کے پیغامات آ رہے ہیں۔ لڑکی کے رشتے آ رہے ہیں۔ کیا میں اس کے پہلے معاملے کے بارے میں بتایا کروں کہ کیا زندگی تھی، اس کی پہلی زندگی کیا تھی، اس کے ساتھ کیا کچھ ہوتا رہا اور کیا اس نے اپنے ساتھ کیا؟ حضرت عمرؓ نے اس شخص سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے عیب پر پردہ ڈالا ہے اور تُو اس کو ظاہر کرے گا! اللہ کی قسم! اگر تو نے اس کے معاملے کے بارے میں کسی کو بھی بتایا تو میں تجھے پورے شہر والوں کے سامنے عبرت کا نشان بناؤں گا بلکہ اس کا نکاح ایک پاکدامن مسلمان عورت کی طرح کر دو۔(تفسیر الطبری، جزء 6، سورۃ المائدہ، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی الطبعۃ الاولیٰ 2001) بھول جاؤ باتوں کو۔

طاعون عَمَوَاس اور حضرت عمرؓ کی لوگوں کی جانوں کے بارے میں فکر کیا تھی؟ اس بارے میں آتا ہے کہ رملہ سے بیت المقدس کے راستے میں چھ میل کے فاصلے پر ایک وادی ہے جس کا نام عمواس ہے۔ کتب تاریخ میں لکھا ہے کہ یہاں سے مرض طاعون کا آغاز ہوا اور ارضِ شام میں پھیل گیا۔ اس لیے اسے طاعون عمواس کہا جاتا

ہے۔اس مرض سے شام میں لاتعداد اموات ہوئیں۔بعض کے نزدیک اس سے پچیس ہزار کے قریب اموات ہوئیں۔سترہ ہجری کو حضرت عمرؓ مدینہ سے شام کے لیے روانہ ہوئے اور سَرُغ مقام پر پہنچ کر سپہ سالارانِ لشکر سے ملاقات کی۔سَرُغ بھی شام اور حجاز کے سرحدی علاقے میں وادیٔ تبوک کی ایک بستی کا نام ہے۔اور آپؓ کو اس بات کی اطلاع دی گئی کہ زمینِ عمواس میں بیماری پھیلی ہوئی ہے تو آپؓ مشورے کے بعد واپس لوٹ آئے۔اس کی تفصیل صحیح بخاری کی ایک روایت میں یوں مذکور ہے۔یہ پہلے بھی ایک دفعہ ایک اور حوالے سے اس واقعہ کا کچھ بیان ہو چکا ہے۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ سَرغ مقام پر پہنچے تو آپؓ کی ملاقات فوجوں کے امراء حضرت ابوعبیدہؓ اور ان کے ساتھیوں سے ہوئی۔ان لوگوں نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ شام کے ملک میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔حضرت عمرؓ نے اپنے پاس مشورہ کے لیے اولین مہاجرین کو بلایا۔حضرت عمرؓ نے ان سے مشورہ کیا مگر مہاجرین میں اختلاف رائے ہوگئی۔بعض کا کہنا تھا کہ یہاں سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے جبکہ بعض نے کہا کہ اس لشکر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ شامل ہیں اور ان کو اس وبا میں ڈالنا مناسب نہیں۔حضرت عمرؓ نے مہاجرین کو بھجوا دیا اور انصار کو بلایا، ان سے مشورہ لیا گیا مگر انصار کی رائے میں بھی مہاجرین کی طرح اختلاف ہو گیا۔حضرت عمرؓ نے انصار کو بھجوایا اور پھر فرمایا قریش کے بوڑھے لوگوں کو بلاؤ جو فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کر کے مدینہ آئے تھے۔ان کو بلایا گیا انہوں نے یک زبان ہو کر مشورہ دیا کہ ان لوگوں کو ساتھ لے کر واپس لوٹ چلیں اور وبائی علاقے میں لوگوں کو نہ لے کر جائیں۔حضرت عمرؓ نے لوگوں میں واپسی کا اعلان کر دیا۔حضرت ابوعبیدہؓ نے اس موقع پر سوال کیا۔کیا اللہ کی تقدیر سے فرار ممکن ہے؟ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے فرمایا۔اے ابوعبیدہ! کاش تمہارے علاوہ کسی اَور نے یہ بات کہی ہوتی۔ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے فرار ہوتے ہوئے اللہ ہی کی تقدیر کی طرف جاتے ہیں۔

اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ان کو لے کر ایسی وادی میں اترو جس کے دو کنارے ہوں۔ایک سرسبز اور دوسرا خشک تو کیا ایسا نہیں کہ اگر تم اپنے اونٹوں کو سرسبز جگہ پر چراؤ تو وہ اللہ کی تقدیر سے ہے اور اگر تم ان کو خشک جگہ پر چراؤ تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہی ہے۔راوی کہتے ہیں کہ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی آ گئے جو پہلے اپنی کسی مصروفیت کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکے تھے۔انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس اس مسئلے کا علم ہے۔میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم کسی جگہ کے بارے میں سنو کہ وہاں کوئی وبا پھوٹ پڑی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر کوئی مرض کسی ایسی جگہ پر پھوٹ پڑے جہاں تم رہتے ہو تو وہاں سے فرار ہوتے ہوئے باہر مت نکلو۔اس پر حضرت عمرؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور واپس لوٹ گئے۔

(صحیح البخاری، کتاب الطب، باب مایُذکر فی الطاعون، حدیث نمبر 5729)(الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 214-215، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)(معجم البلدان، جلد 4، صفحہ 177-178، جلد 3، صفحہ 239، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت عمرؓ مدینہ سے آئے تھے اور ابھی وبا والی جگہ پر نہیں پہنچے تھے اس لیے اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس آ گئے لیکن حضرت ابوعبیدہؓ چونکہ فوجیوں کے سپہ سالار تھے اور پہلے سے ہی وبا والے علاقے میں مقیم تھے اس لیے آپؓ اور مسلمان فوجیں طاعون زدہ علاقے میں ہی رہیں۔جو جہاں تھے وہ وہیں رہے۔مدینہ پہنچ کر حضرت عمرؓ نے شام کے مسلمانوں کے متعلق سوچنا شروع کیا کہ انہیں طاعون کی تباہ کاریوں سے کیسے بچایا جائے۔

خاص طور پر حضرت عمرؓ کو حضرت ابوعبیدہؓ کا بہت خیال تھا۔ایک دن حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو خط بھیجا کہ مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے اس لیے جب تمہیں یہ خط پہنچے تو فوراً مدینہ کے لیے روانہ ہو جانا۔اگر خط رات کو پہنچے تو صبح ہونے کا انتظار نہ کرنا اور اگر خط صبح پہنچے تو رات ہونے کا انتظار نہ کرنا۔یہ محبت تھی آپ کی حضرت ابوعبیدہؓ سے۔حضرت ابوعبیدہؓ نے جب وہ خط پڑھا تو کہنے لگے مَیں امیر المومنین کی ضرورت کو جانتا ہوں۔اللہ حضرت عمرؓ پر رحم کرے وہ اسے باقی رکھنا چاہتے ہیں جو باقی رہنے والا نہیں ہے۔یعنی یہ تو اللہ جانتا ہے کہ میرے ساتھ کیا ہونا ہے، ابوعبیدہؓ نے یہ سوچا۔پھر اس خط کا جواب دیا کہ یا امیر المومنین! میں آپؓ کی منشا کو سمجھ گیا ہوں مجھے نہ بلائیے۔یہیں رہنے دیجیے۔میں مسلمان سپاہیوں میں سے ایک ہوں۔جو مقدر ہے وہ ہو کر رہے گا۔میں ان سے کیسے منہ موڑ سکتا ہوں۔حضرت عمرؓ نے جب وہ خط پڑھا تو رو پڑے۔حاضرین نے پوچھا کہ یا امیر المومنین! کیا حضرت ابوعبیدہؓ فوت ہو گئے۔آپؓ نے فرمایا نہیں لیکن شاید ہو جائیں۔

(سیر اعلام النبلاء، جلد 1، صفحہ 18-19، ابوعبیدہ بن الجراح، الرسالۃ العالمیۃ دمشق 2014ء)

حضرت عمرؓ نے اہل الرائے اصحاب کے مشورے کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ کو لکھا کہ تم لوگوں کو نشیب میں لے کر اترے ہو اس لیے کسی بلند اور پُرفضا مقام پر چلے جاؤ۔نیچی جگہ کی بجائے ذرا اونچی جگہ، پہاڑی جگہ پر چلے جاؤ جہاں ذرا ہوا بھی صاف ہو۔حضرت ابوعبیدہؓ ابھی اس حکم کی تعمیل کے متعلق فکر کر رہے تھے کہ طاعون نے ان پر وار کیا اور وہ فوت ہو گئے۔حضرت ابوعبیدہؓ نے اپنے جانشین حضرت معاذ بن جبلؓ کو نامزد کیا تھا لیکن وہ بھی طاعون میں مبتلا ہو گئے اور ان کا انتقال ہو گیا۔حضرت معاذ بن جبلؓ نے اپنا قائمقام حضرت عمرو بن عاصؓ کو بنایا تھا۔آپؓ نے ایک تقریر کی اور فرمایا: یہ وبا جب پھوٹتی ہے تو آگ کی طرح پھیلتی ہے۔پہاڑوں میں چھپ کر اپنی جانیں بچاؤ۔آپ لوگوں کو لے کر وہاں سے نکلے اور پہاڑوں میں چلے گئے یہاں تک کہ وبا کا زور ٹوٹ گیا اور گھٹتے گھٹتے بالکل ختم ہو گیا۔حضرت عمرؓ کو حضرت عمرو بن عاصؓ کی اس تقریر کا علم ہوا تو نہ صرف یہ کہ آپؓ نے اسے پسند فرمایا بلکہ اسے اپنے اس حکم کی تعمیل قرار دیا جو آپ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو بھیجا تھا۔

(ماخوذ از سیدنا حضرت عمر فاروق اعظمؓ از محمد حسین ہیکل مترجم، صفحہ 413، اسلامی کتب خانہ لاہور)

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے علاوہ حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت یزید بن ابوسفیانؓ، حضرت حارث بن ہشامؓ اور حضرت سہیل بن عمروؓ اور حضرت عتبہ بن سہیلؓ اور ان کے علاوہ بھی دیگر معززین اس وبا سے فوت ہوئے تھے۔ (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 487، سنۃ 17ھ، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

طاعون عمواس سے واپس آنے کا ذکر ایک جگہ پر حضرت مصلح موعودؓ نے بھی بیان فرمایا ہے۔آپ بیان فرماتے ہیں کہ ’’جب شام میں جنگ ہوئی اور وہاں طاعون پڑی حضرت عمرؓ وہاں خود تشریف لے گئے تا کہ لوگوں کے مشورہ سے فوج کی حفاظت کا کوئی معقول انتظام کیا جا سکے مگر جب بیماری کا حملہ تیز ہو گیا تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپؓ کا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں، آپؓ واپس مدینہ تشریف لے جائیں۔جب آپؓ نے واپسی کا ارادہ کیا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ؟ کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے آپؓ بھاگتے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فوراً جواب دیا۔نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ۔ہاں ہم خدا تعالیٰ کی ایک تقدیر سے اس کی دوسری تقدیر کی طرف بھاگتے ہیں۔غرض دنیاوی سامانوں کو ترک کرنا جائز نہیں۔ہاں دنیاوی سامانوں کو دین کے تابع رکھنا چاہئے۔‘‘

(اللہ تعالیٰ سے سچا اور حقیقی تعلق قائم کرنے میں ہی ہماری کامیابی ہے، انوار العلوم، جلد 21، صفحہ 104)

حضرت عمرؓ کی قبولیتِ دعا کے چند واقعات ہیں۔حضرت خوّات بن جُبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں لوگ سخت قحط میں مبتلا ہوئے تو حضرت عمرؓ لوگوں کے ساتھ نکلے اور ان کو دو رکعت نماز استسقاء پڑھائی۔پھر اپنی چادر اپنے دونوں کندھوں پر ڈالی اور چادر کے دائیں طرف کو بائیں کندھے پر ڈالا اور بائیں طرف والی چادر کو دائیں کندھے پر ڈالا یعنی لپیٹ لی۔پھر اپنے ہاتھ کو دعا کے لیے اٹھایا اور عرض کیا: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَسْتَسْقِيْكَ کہ اے اللہ عزوجل! بے شک ہم تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور بارش کے خواستگار ہیں۔ابھی آپ دعا مانگ کر اپنی جگہ سے پیچھے نہیں ہوئے تھے کہ بارش شروع ہو گئی۔راوی کہتے ہیں کہ ہمارے جو دیہاتی لوگ تھے وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے امیر المومنین فلاں دن فلاں وقت ہم اپنے صحرائی مسکن میں تھے کہ بادلوں نے ہم پر سایہ کیا اور ہم نے اس میں سے ایک آواز سنی کہ اے ابوحفص! بارش کے ذریعہ مدد تمہارے پاس آئی۔اے ابوحفص! بارش کے ذریعہ مدد تمہارے پاس آئی۔

(کنز العمال، المجلد 4، الجزء 8، حدیث 23533، کتاب الصلوٰۃ الباب السابع، باب صلاۃ الاستسقاء، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2004ء)

آپؓ کی ایک دعا کی قبولیت کا واقعہ دریائے نیل کے جاری ہونے کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔دریائے نیل جب خشک ہوتا تھا تو اسلام سے پہلے وہاں کے لوگوں میں اسے جاری رکھنے کی ایک رسم تھی اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ واقعی اس رسم کا کوئی اثر ہوتا تھا یا نہیں لیکن اسلام نے آ کر اس رسم کا خاتمہ کر دیا اور اس رسم کے خاتمے کے بارے میں جو واقعہ بیان کیا جاتا ہے وہ یوں ہے کہ قَیس بن حَجَّاج سے روایت ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو وہاں کے باشندے عجمی مہینوں کے کسی دن حضرت عَمرو بن عاصؓ کے پاس آئے تو لوگوں نے کہا اے امیر! ہمارے دریائے نیل کے لیے ایک رسم ہے جس کے بغیر یہ بہتا نہیں ہے۔حضرت عمروؓ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب گیارہ راتیں اس مہینے کی گزر جائیں تو ہم ایک کنواری لڑکی کے پاس اس کے والدین کی موجودگی میں جاتے ہیں۔پھر اس کے والدین کو رضامند کرتے ہیں اور اس کو بہترین کپڑے اور زیورات پہناتے ہیں۔پھر اس کو دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔یعنی شروع میں ڈال دیتے تھے۔حضرت عمروؓ نے ان سے کہا کہ اسلام میں ایسا کبھی نہیں ہوگا۔یقیناً اسلام ان تمام رسموں کو ختم کرتا ہے جو اس سے پہلے تھیں۔

پس وہ ٹھہرے رہے اور آخر جب ایسا وقت آ گیا کہ دریائے نیل بھی خشک ہو گیا۔دریائے نیل اس وقت بالکل نہیں بہ رہا تھا یہاں تک کہ لوگوں نے وطن سے نکلنے کا ارادہ کر لیا۔لوگوں نے وہاں سے جانے کا، جگہ کو چھوڑنے کا ارادہ کر لیا۔پس جب حضرت عمروؓ نے یہ دیکھا تو حضرت عمر بن خطابؓ کو اس کے بارے میں لکھا۔حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو جواباً لکھا کہ تم نے جو کچھ کہا وہ ٹھیک ہے۔یقیناً اسلام ان تمام رسموں کو ختم کرتا ہے جو اس سے پہلے تھیں۔انہوں نے خط کے اندر ایک چھوٹا رقعہ بھیجا اور حضرت عمرؓ نے حضرت عمروؓ کو لکھا کہ یقیناً میں نے تمہاری طرف اپنے خط کے اندر ایک رقعہ بھیجا ہے اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا۔جب حضرت عمرؓ کا خط حضرت عمرو بن عاصؓ کو پہنچا تو انہوں نے وہ رقعہ نکالا اور اس کو کھولا تو اس میں لکھا تھا۔اللہ کے بندے عمر بن خطاب امیر المومنین کی طرف سے مصر کے دریائے نیل کی طرف۔امابعد، اگر تُو خود سے بہ رہا ہے تو نہ بہ، لیکن اگر اللہ تعالیٰ تجھے چلا رہا ہے تو میں اللہ واحد و قہار سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے چلائے۔پس حضرت عمروؓ نے وہ رقعہ صلیب کے تہوار سے ایک دن پہلے دریائے نیل میں ڈال دیا۔جب صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی رات میں سولہ ہاتھ زیادہ پانی دریائے نیل میں جاری کر دیا۔پھر اللہ تعالیٰ نے اہلِ مصر کی اس رسم کا خاتمہ کر دیا۔(تاریخ الخلفاء از جلال الدین السیوطی، عمر بن خطاب، صفحہ 100، مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت لبنان 1999ء)

اکثر تاریخی کتب میں تو اس واقعہ کی تصدیق ہی لکھی ہے لیکن حضرت عمرؓ کے ایک سیرت نگار محمد حسین ہیکل نے اس کی تردید کی ہے کہ ایسی کوئی رسم نہیں تھی۔(ماخوذ از سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم از محمد حسین ہیکل، مترجم، صفحہ 673، اسلامی کتب خانہ لاہور) بہرحال یہ ایک واقعہ ہے۔

پھر حضرت ساریہؓ کی جنگ میں حضرت عمرؓ کی آواز سننے کا واقعہ ہے، پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔یہاں بھی اس حوالے سے بیان کر دیتا ہوں قبولیتِ دعا کے حوالے سے اور جو اللہ تعالیٰ کا ایک خاص سلوک تھا۔تاریخ طبری

میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ساریہ بن زُنیم کو فسا اور دارابجرد کے علاقے کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر لوگوں کا محاصرہ کرلیا تو اس پر انہوں نے اپنے حمایتی لوگوں کو اپنی مدد کے لیے بلایا۔ وہ لوگ مسلمان لشکر کے مقابلہ کے لیے صحرا میں اکٹھے ہو گئے اور جب ان کی تعداد زیادہ ہوگئی تو انہوں نے ہر طرف سے مسلمانوں کو گھیر لیا۔ حضرت عمرؓ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے فرمایا ”یَاسَارِیَۃُ ابْنُ زُنَیْم، اَلْجَبَلَ اَلْجَبَلَ“ یعنی اے ساریہ بن زُنیم! پہاڑ پہاڑ۔ مسلمان لشکر جس جگہ مقیم تھا اس کے قریب ہی ایک پہاڑ تھا۔ اگر وہ اس کی پناہ لیتے تو دشمن صرف ایک طرف سے حملہ آور ہوسکتا تھا۔ پس انہوں نے پہاڑ کی جانب پناہ لے لی۔ اس کے بعد انہوں نے جنگ کی اور دشمن کو شکست دی اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔

(تاریخ طبری، جلد2، صفحہ 553-554، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس واقعہ کو بیان فرما کر فرمایا ہے کہ صحابہ سے ایسے خوارق کثرت سے ثابت ہیں۔

(ماخوذ از براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن، جلد 1، صفحہ 654، حاشیہ در حاشیہ نمبر 4)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو مکمل اقتباس ہے وہ مَیں گذشتہ خطبہ میں پڑھ چکا ہوں۔ پس دریائے نیل کے جاری کرنے والے واقعہ کو بھی ہم دیکھیں تو بعید نہیں کہ وہ بھی صحیح واقعہ ہی ہو جس کو بعض تاریخ دان صحیح نہیں مانتے۔

حضرت عمرؓ کی ٹوپی کی برکت اور قیصر روم کے بارے میں ایک ذکر ملتا ہے۔ اس کو حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک دفعہ قیصر کے سر میں شدید درد ہوا اور باوجود ہر قسم کے علاج کے اسے آرام نہ آیا۔ کسی نے اسے کہا کہ حضرت عمرؓ کو اپنے حالات لکھ کر بھجواؤ اور ان سے تبرک کے طور پر کوئی چیز منگواؤ۔ وہ تمہارے لیے دعا بھی کریں گے اور تبرک بھی بھجوا دیں گے۔ ان کی دعا سے تمہیں ضرور شفا حاصل ہو جائے گی۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اپنا سفیر بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھا کہ یہ متکبر لوگ ہیں۔ میرے پاس اس نے کہاں آنا ہے۔ اب یہ دکھ میں مبتلا ہوا ہے تو اس نے اپنا سفیر میرے پاس بھیج دیا ہے۔ اگر میں نے اسے کوئی اور تبرک بھیجا تو ممکن ہے وہ اسے حقیر سمجھ کر استعمال نہ کرے۔ اس لیے مجھے کوئی ایسی چیز بھجوانی چاہیے جو تبرک کا کام بھی دے اور اس کے تکبر کو بھی توڑ دے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی ایک پرانی ٹوپی جس پر جگہ جگہ داغ لگے ہوئے تھے اور جو میل کی وجہ سے کالی ہوچکی تھی اسے تبرک کے طور پر بھجوا دی۔ اس نے جب یہ ٹوپی دیکھی تو اسے بہت بُرا لگا تو اس نے ٹوپی نہ پہنی مگر خدا تعالیٰ یہ بتانا چاہتا تھا کہ تمہیں برکت اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ اسے اتنا شدید دردِ سر ہوا کہ اس نے اپنے نوکروں سے کہا وہ ٹوپی لاؤ جو عمرؓ نے بھجوائی تھی تا کہ میں اسے اپنے سر پر رکھوں۔ چنانچہ اس نے ٹوپی پہنی اور اس کا درد جاتا رہا۔ چونکہ اسے ہر آٹھویں دسویں دن سر درد ہو جایا کرتا تھا اس لیے پھر تو اس کا یہ معمول ہو گیا کہ وہ دربار میں بیٹھتا تو وہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی میلی کچیلی ٹوپی اس نے اپنے سر پر رکھی ہوئی ہوتی۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ نشان جو خدا تعالیٰ نے اسے دکھایا اس میں ایک اَور بات بھی مخفی تھی۔ (اور وہ یہ کہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی قیصر کے پاس قید تھے اور اس نے حکم دیا تھا کہ انہیں سؤر کا گوشت کھلایا جائے۔ وہ فاقے برداشت کرتے مگر سؤر کے قریب نہیں جاتے تھے۔ گو اسلام نے یہ کہا ہے کہ اضطرار کی حالت میں سؤر کا گوشت کھا لینا جائز ہے مگر وہ کہتے تھے کہ میں صحابی ہوں میں ایسا نہیں کرسکتا۔ جب کئی کئی دن کے فاقوں کے بعد وہ مرنے لگتے تو قیصر انہیں روٹی دے دیتا۔ جب پھر انہیں کچھ طاقت آ جاتی تو وہ پھر کہتا کہ انہیں سؤر کھلایا جائے۔ اس طرح نہ وہ انہیں مرنے دیتا نہ جینے۔ کسی نے اسے کہا کہ تجھے یہ سر درد اس لیے ہے کہ تُو نے اس مسلمان کو قید رکھا ہوا ہے اور اب اس کا علاج یہی ہے کہ تم عمرؓ سے اپنے لیے دعا کراؤ اور ان سے کوئی تبرک منگواؤ۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ٹوپی بھیجی اور اس کے درد میں افاقہ ہوگیا تو وہ اس سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے اس صحابی کو بھی چھوڑ دیا۔ اب دیکھو! کہاں قیصر ایک صحابی کو تکلیف دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی سزا کے طور پر اس کے سر میں درد پیدا کر دیتا ہے۔ کوئی اور شخص اسے مشورہ دیتا ہے کہ عمرؓ سے تبرک منگواؤ اور ان سے دعا کرواؤ۔ وہ تبرک بھیجتے ہیں اور قیصر کا درد جاتا رہتا ہے۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ اس صحابی کی نجات کے بھی سامان کر دیتا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اس پر ظاہر کر دیتا ہے۔

(ماخوذ از سیر روحانی (4)، انوار العلوم، جلد 19، صفحہ 536-537)

تفسیر رازی میں ہے کہ قیصر نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ مجھے سر درد ہے جو ٹھیک نہیں ہو رہی۔ آپ میرے لیے کوئی دوا بھجوائیں تو حضرت عمرؓ نے اس کے لیے ٹوپی بھجوائی۔ جب وہ اسے اپنے سر پر رکھتا تو اس کے سر میں درد رک جاتی اور جونہی وہ اسے سر سے اتارتا اسے دوبارہ سر درد ہو جاتی۔ پس اس بات سے وہ متعجب ہوا اس نے ٹوپی میں تلاش کیا اور اس میں ایک کاغذ پایا جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ یہ تفسیر رازی کا ایک ذکر ہے۔

(تفسیر کبیر للامام رازی، جلد 1، صفحہ 143، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت عمرؓ کی دعائیں ہیں بعض۔ عَمرو بن مَیْمُون بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ تَوَفَّنِیْ مَعَ الْأَبْرَارِ وَلَا تُخَلِّفْنِیْ فِی الْأَشْرَارِ وَقِنِیْ عَذَابَ النَّارِ وَأَلْحِقْنِیْ بِالْأَخْیَارِ۔ اے اللہ! مجھے نیک لوگوں کے ساتھ وفات دے اور مجھے برے لوگوں میں پیچھے نہ چھوڑ اور مجھے آگ کے عذاب سے بچا اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث، صفحہ 177، ذکر ھجرۃ عمر بن الخطاب، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی 1996ء)

یحییٰ بن سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ جب منیٰ سے لوٹے تو اپنے اونٹ کو اَبْطَح میں بٹھایا اور وادی بَطْحَا کے پتھروں سے ایک ڈھیر بنایا اور اس پر اپنی چادر کا ایک کنارہ بچھا کر لیٹ گئے اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کرنے لگے۔ اَللّٰھُمَّ کَبُرَتْ سِنِّیْ وَضَعُفَتْ قُوَّتِیْ وَانْتَشَرَتْ رَعِیَّتِیْ فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْكَ غَیْرَ مُضَیِّعٍ وَلَا مُفَرِّطٍ اے اللہ! میری عمر زیادہ ہوگئی ہے اور میری قوت کم ہوگئی ہے اور میری رعیّت پھیل گئی ہے۔ تو مجھے بغیر ضائع کیے اور کم کیے وفات دے دے۔ پس ابھی ذوالحجہ کا مہینہ ختم نہیں ہوا تھا کہ آپؓ پر حملہ ہوا اور آپ کی شہادت ہوگئی۔ (اسد الغابہ، جلد 4، صفحہ 162، عمر بن الخطاب دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ قحط کے دنوں میں حضرت عمرؓ نے ایک نیا کام کیا جسے وہ نہ کیا کرتے تھے۔ وہ یہ تھا کہ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا کر اپنے گھر میں داخل ہوجاتے اور آخر شب تک مسلسل نماز پڑھتے رہتے۔ پھر آپ باہر نکلتے اور مدینہ کے اطراف میں چکر لگاتے رہتے۔ ایک رات سحری کے وقت میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھَلَاكَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ عَلٰی یَدَیَّ۔ اے اللہ! میرے ہاتھوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ہلاکت میں نہ ڈالنا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء3، صفحہ 237، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ”انسان کو چاہئے کہ اپنے خدا تعالیٰ کے واسطے خالصۃً عبادت کرے پھر خواہ خلقت اس کو برا سمجھے یا بھلا اس امر کی پرواہ نہیں چاہئے اور اپنے ظاہر کو جان بوجھ کر بُرا بنانا آنحضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھلائی ہوئی اس دعا سے ناجائز ثابت ہوتا ہے۔ وہ دعا آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ کو سکھلائی تھی اور اس طرح ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ سَرِیْرَتِیْ خَیْرًا مِّنْ عَلَانِیَّتِیْ وَاجْعَلْ عَلَانِیَّتِیْ صَالِحَۃً۔ اے اللہ! میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر بنا اور میرے ظاہر کو اچھا کر۔“

(حقائق الفرقان جلد چہارم صفحہ 482)

حضرت عمرؓ کا مسجد نبوی اور نماز کے آداب کا خیال رکھنا، اس بارے میں یہ روایت ہے۔ حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میں مسجد میں کھڑا تھا کہ ایک شخص نے مجھے کنکر ماری۔ میں نے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر بن خطابؓ ہیں۔ انہوں نے کہا جاؤ ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ۔ دو شخص تھے جو اونچی اونچی باتیں کر رہے تھے۔ میں ان دونوں کو لے آیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا تم دونوں کون ہو یا کہا تم کہاں سے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم طائف کے باشندوں میں سے ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر تم اس شہر کے باشندے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تم اپنی آوازیں بلند کرتے ہو۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب رفع الصوت فی المسجد، حدیث 470)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عمرؓ کا طریقہ یہ تھا کہ جب تک صفیں برابر نہیں ہوتی تھیں اس وقت تک اللہ اکبر نہیں کہتے تھے بلکہ صفیں سیدھی کروانے کے لیے ایک شخص مقرر فرمایا ہوا تھا۔ ابوعثمان نَہدِی نے کہا کہ میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ جب نماز کے لیے اقامت ہوتی تو قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے یعنی لوگوں کی طرف منہ کر کے فرماتے اے فلاں! آگے ہو جاؤ اور اے فلاں! پیچھے ہو جاؤ۔ یعنی صفیں سیدھی کر رہے ہوتے تھے۔ تم اپنی صفوں کو سیدھی رکھو۔ جب صفیں سیدھی ہو جاتیں تو پھر آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہتے۔

(سیرت عمر بن الخطاب از ابن جوزی، صفحہ 165، مکتبہ مصریۃ الازھر)

حضرت عمرؓ کی مالی قربانی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے بارے میں ایک روایت ہے۔ اور بھی بہت ساری روایتیں ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے خیبر میں کچھ زمین حاصل کی اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کے متعلق مشورہ کرنے آئے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! میں نے خیبر میں زمین حاصل کی ہے۔ میرے نزدیک اس سے بہتر مجھے کبھی کوئی جائیداد نہیں ملی۔ آپؐ مجھے اس کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اصل زمین وقف کر دو اور اس کی آمدنی غرباء پر خرچ کرو۔ نافع کہتے تھے کہ پھر حضرت عمرؓ نے وہ صدقہ میں دے دی اس شرط پر کہ نہ وہ بیچی جائے اور نہ کسی کو ہبہ کی جائے، نہ ورثاء میں تقسیم کی جائے اور انہوں نے وہ زمین محتاجوں اور رشتہ داروں، غلاموں کے آزاد کرنے، اللہ کی راہ میں اور مسافروں اور مہمانوں کے لیے وقف کر دی اور جو زمین کا نگران ہو اس کے لیے کوئی ہرج نہیں کہ وہ اس میں سے دستور کے مطابق خود کھائے اور کھلائے مگر مال کو جمع کرنے والا نہ ہو۔

(صحیح البخاری کتاب الشروط، باب الشروط فی الوقف، حدیث 2737)

جب بھی موقع آیا حضرت عمرؓ نے قربانی کرنے میں بڑھنے کی کوشش کی۔ وہ بھی موقع تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی قربانی کی تحریک فرمائی تو اپنا آدھا مال لے کر آ گئے۔ پہلے بھی یہ واقعہ بیان ہو چکا ہے۔ لیکن خشیت الٰہی کا یہ حال تھا کہ جب فوت ہونے لگے تو آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور فرماتے تھے کہ میں کسی انعام کا مستحق نہیں ہوں۔ میں تو صرف یہ جانتا ہوں کہ سزا سے بچ جاؤں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 10 صفحہ 24)

یہ تھا آپ کا خشیت، خوف خدا کا حال۔ بہر حال ابھی تھوڑی سی باتیں ہیں جو آئندہ بھی ان شاء اللہ بیان ہو جائیں گی۔

......☆......☆......☆......

تصحیح : اخبار بدر 25/نومبر 2021 شمارہ نمبر 47 میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ فرمودہ 5/نومبر 2021 شائع ہوا ہے۔ اس خطبہ میں صفحہ نمبر 7 کالم 1 کے آٹھویں پیراگراف میں آخری جماعت کا نام ”ٹلفورڈ“ لکھا گیا ہے جو دراصل ”گلڈفورڈ“ ہے احباب درستی فرمالیں۔ (ادارہ)

ہم یہ ایمان اور یقین رکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی تعلیم کامل اور مکمل اور ہر زمانے کے مسائل کا حل ہے اور اس پر عمل کیے بغیر نہ ہی دنیا کے مسائل حل ہو سکتے ہیں نہ ہی معاشرے کے مختلف طبقوں کے حقوق ادا ہو سکتے

اللہ تعالیٰ ان دنیا داروں اور ان دنیاوی حکومتوں کو عقل دے اور اپنی اناؤں کی بجائے انسانیت کو بچانے کی فکر کرنے والے ہوں

قرآن کریم، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں اُن حقوق کا بیان جن پر عمل کر کے ہی حقیقت میں مختلف طبقوں کے حقوق قائم ہو سکتے ہیں

دوستوں، مریضوں، یتیموں کے حقوق اور جنگ کرنے والوں کے حقوق نیز معاہدوں کی پاسداری کی بابت اسلام کی بے مثال تعلیمات کا بصیرت افروز بیان

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ 2021ء کے تیسرے روز سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا معرکہ آرا، بصیرت افروز اور دل نشیں اختتامی خطاب
فرمودہ 8 اگست 2021ء بروز اتوار بمقام حدیقۃ المہدی (جلسہ گاہ) آلٹن ہمپشئر، یو. کے

(قسط سوم، آخری)

پھر جنگ کرنے والوں کے حقوق ہیں۔ عام طور پر جو جنگیں ہوتی ہیں یا آج کل بھی جو جنگیں ہوتی ہیں وہ صرف اپنی برتری ثابت کرنے اور اپنی حدود کو بھی بڑھانے کیلئے لڑی جاتی ہیں اور آج کل تو دوسرے ملکوں کے وسائل پر بھی کسی نہ کسی طریق سے قبضہ کرنے کیلئے ہوتی ہیں۔ یہ حقوق کی بات کرتے ہیں اور حق دوسروں کے غصب کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن اسلام میں جو جنگ کی اجازت ہے یا اسلام جو جنگ کی اجازت دیتا ہے تو امن قائم کرنے کیلئے، مذہبی آزادی کیلئے، ظلم کرنے والوں کے خلاف لڑنے کیلئے اور پھر لڑائی کے باوجود اسکے ساتھ ہی ان کے، دشمن کے حقوق بھی قائم کرتا ہے۔ چنانچہ جب پہلا حکم جنگ کی اجازت کا نازل ہوا تو اس میں اللہ تعالیٰ نے اجازت کی وجہ بتا کر اجازت دی تھی کہ

اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ ۣ (الحج: 40) کہ ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جا رہا ہے قتال کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیے گئے اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

الَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ وَ لَوۡ لَا دَفۡعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعۡضَہُمۡ بِبَعۡضٍ لَّہُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذۡکَرُ فِیۡہَا اسۡمُ اللّٰہِ کَثِیۡرًا ؕ وَ لَیَنۡصُرَنَّ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ (الحج: 41) وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع ان میں سے اور بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اور یقیناً اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت طاقتور اور کامل غلبہ والا ہے۔ اس لیے فرمایا کہ اگر ان لوگوں کو کھلی چھوٹ دے دی تو پھر تو کوئی مذہبی عبادت گاہ باقی نہیں رہے گی۔ یہ لوگ حملہ کر کے سب کچھ ختم کر دیں گے۔

پھر انصاف قائم کرنے کے مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اجازت دی کہ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰہِ شُہَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۫ وَ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ ہُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ (المائدہ: 9) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو انصاف کرو۔ یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ قائم کرنے والے کے حق کس طرح قائم فرمائے۔ اس بارے میں ایک روایت ہے۔

سلیمان بن بُرَیدَہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب لشکر یا مہم پر کوئی امیر مقرر فرماتے تو خاص اسے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے اور اپنے ساتھی مسلمان کے ساتھ بھلائی کی تاکید فرماتے۔ پھر آپؐ فرماتے کہ اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ کا انکار کرتے ہیں۔ جنگ کرو اور خیانت نہ کرنا۔ بدعہدی نہ کرنا اور مثلہ نہ کرنا اور کسی بچے کو قتل نہ کرنا اور جب تمہارا اپنے مشرک دشمنوں سے مقابلہ ہو تو انہیں تین باتوں کی دعوت دو۔ پس ان میں سے جو بھی وہ تمہاری طرف سے قبول کریں وہ ان سے قبول کر لو اور ان سے رک جاؤ۔ انہیں اسلام کی طرف بلاؤ۔ اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان سے قبول کر لو اور ان سے رک جاؤ۔ ان سے اپنے علاقے سے مہاجرین کے علاقے کی طرف منتقل ہونے کا مطالبہ کرو اور انہیں بتاؤ کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کے لیے بھی وہی حقوق ہوں گے جو مہاجرین کے ہیں اور ان پر بھی وہی فرائض ہوں گے جو مہاجرین کے ہیں۔ اگر وہ ان سے منتقل ہونے سے انکار کریں تو انہیں بتاؤ کہ ان کا معاملہ بدوی مسلمانوں کا سا ہوگا۔ ان پر بھی اللہ کا حکم ویسے ہی جاری ہوگا جیسے مومنوں پر نافذ ہے اور انہیں غنیمت اور فَے سے کچھ نہیں ملے گا سوائے اسکے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کریں۔ اگر وہ اس سے بھی انکار کریں تو ان سے جزیہ طلب کرو اور اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو ان سے قبول کرو اور ان سے رک جاؤ اور اگر وہ انکار کریں تو اللہ سے مدد طلب کرو اور ان سے لڑائی کرو۔ اور اگر تم قلعہ والوں کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے اللہ اور اس کے نبی کی ذمہ داری مانگیں تو تم انہیں اللہ اور اسکے نبی کی ذمہ داری نہ دو بلکہ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ذمہ داری دو۔ وجہ کیا ہے؟ کیونکہ اگر تم اپنے یا اپنے ساتھیوں کی ذمہ داری کو پورا نہ کر سکو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری پوری نہ کرو۔ اگر وہ پوری نہ کر سکو گے تو پھر زیادہ گناہگار بنو گے اور تم جب کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے اللہ کے حکم پر اترنے کی اجازت مانگیں تو تم انہیں اللہ کے حکم پر نہ نکالو بلکہ اپنے حکم کے تحت نکالو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تم ان کے متعلق اللہ کا حکم ادا کر سکتے ہو یا نہیں۔ (صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب تأمیر الإمام الامراء علی البعوث، ووصیتہ إیاہم بآداب الغزو وغیرہا حدیث 4522) جتنی نرمی ہو سکتی ہے وہاں کرنے کی ان کو تلقین فرمائی ہے۔

پھر ایک روایت میں ہے حضرت عبداللہ بن زیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لُوٹ مار کرنے اور مُثلہ کرنے سے منع فرمایا۔
(صحیح بخاری، کتاب الذبائح والصید بَابُ مَا یُکۡرَہُ مِنَ الۡمُثۡلَۃِ وَالۡمَصۡبُوۡرَۃِ وَالۡمُجَثَّمَۃِ حدیث نمبر 5516)

حضرت عبدالرحمٰن بن عائذؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی دستہ روانہ فرماتے تو یہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کے ساتھ الفت پیدا کرو۔ ان پر اس وقت تک حملہ نہ کرو جب تک ان کو دعوت نہ دے دو۔ اس لیے کہ مجھے تمام اہل زمین کا خواہ وہ گھر میں رہنے والا ہو یا خیمہ میں ان کا مسلمان ہو کر آنا اس بات کی نسبت زیادہ پسندیدہ ہے کہ تم ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لاؤ اور مردوں کو قتل کرو۔ (کنز العمال کتاب الجہاد من قسم الافعال حدیث نمبر 11396 الجزء 4 صفحہ 469 موسسۃ الرسالۃ بیروت 1985ء)

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ کے نام کے ساتھ نکلو اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کے دین پر نکلو اور کسی ضعیف العمر کو قتل نہ کرو اور نہ کسی بچے کو اور نہ کسی چھوٹے کو اور نہ کسی عورت کو اور تم خیانت نہ کرنا اور اپنے مال غنیمت اکٹھے رکھنا اور اپنے احوال کی اصلاح کرنا اور حسن معاملگی سے پیش آنا کیونکہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی دعاء المشرکین حدیث نمبر 2614)

پھر ایک روایت ہے۔ حضرت اسود بن سریعؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے موقع پر ایک دستہ روانہ فرمایا۔ انہوں نے مشرکین سے قتال کیا جن کا دائرہ وسیع ہوتے ہوتے ان کی اولاد کے قتل تک جا پہنچا۔ جب وہ لوگ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کس چیز نے بچوں کے قتل پر مجبور کیا تھا۔ تمہارا تو یہ حق نہیں تھا بلکہ ان بچوں کا حق تم نے مارا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! وہ تو محض مشرکین کے بچے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم میں سے جو بہترین لوگ ہیں وہ مشرکین کی اولاد نہیں ہیں؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! جو جان بھی دنیا میں جنم لیتی ہے وہ فطرت پر پیدا ہوتی ہے یہاں تک کہ اسکی زبان اپنا مافی الضمیر ادا کرنا شروع کر دے۔
(مسند احمد بن حنبل مسند الاسود بن سریع جلد 5 صفحہ 365 حدیث 15673 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت رَبَاح بن رَبِیعؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں شریک تھے۔ آپؐ نے لوگوں کو دیکھا کہ کسی چیز کے ارد گرد جمع ہیں۔ آپؐ نے ایک شخص کو بھیجا کہ جا کر دیکھے کہ یہ مجمع کیسا ہے۔ اس نے جا کر دیکھا اور آ کر بتایا کہ ایک عورت قتل ہوئی ہے اس کے گرد یہ جمع ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اس کو کیوں مارا ہے؟ یہ تو لڑتی نہ تھی۔ لوگوں نے جواب دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اگلے مورچے پر خالد بن ولید ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ خالد بن ولید سے کہہ دو کہ نہ کسی عورت کو قتل کیا جائے اور نہ کسی خادم کو۔
(سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی قتل النساء حدیث نمبر 2669)

فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے فرمایا کہ وہ مکہ کی زیریں جانب سے داخل ہوں اور بالآخر صفا پر آپؐ سے ملیں اور حضرت ابوعبیدہ بن جرّاحؓ کو ہدایت فرمائی کہ وہ بطن وادی کے راستے مکہ میں داخل ہوں اور آگے جا کر آپؐ کا انتظار کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو تاکیدی ہدایت فرمائی کہ جب تک کوئی مزاحمت نہ کرے کسی پر ہتھیار نہ اٹھایا جائے۔ آپؐ نے یہ تاکیدی ہدایت سب کو عموماً اور حضرت خالدؓ کو خصوصاً ارشاد فرمائی تھی۔ چنانچہ ان ہدایات کے مطابق ہر جانب سے اسلامی فوج مکہ میں داخل ہونے لگی۔ جس سمت سے حضرت خالد بن ولیدؓ مکہ میں داخل ہوئے وہاں ابھی امن اور امان کا اعلان نہیں پہنچا تھا۔ اس لیے وہاں قریش میں سے بعض نے ان کا مقابلہ شروع کر دیا۔ یہاں چونکہ آپؓ کے مقابلہ پر آ کر عکرمہ بن ابی جہل، سفیان بن امیہ اور سہل بن عمرو اپنے ساتھیوں کے ساتھ آپؓ پر حملہ آور ہوئے تھے اس لیے مجبوراً آپؓ کو بھی دفاع میں ہتھیار اٹھانے پڑے۔ خندمہ کے مقام پر گو کہ جھڑپ تھی تو مختصر مگر اس میں دشمنوں کے بارہ آدمی مارے گئے۔ ان کا انجام دیکھ کر باقی سب بھاگ گئے اور پھر کسی کو مزاحمت یا مقابلے کی ہمت نہ ہوئی۔

اس وقوعہ کی اطلاع حضرت خالد بن ولیدؓ کے پہنچنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچی اور اس درخواست کے ساتھ پہنچی کہ ان کو روکا جائے ورنہ وہ سارے مکہ والوں کو قتل کر دے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً حضرت خالدؓ کو بلوایا اور فرمایا: کیا میں نے تمہیں لڑائی سے منع نہیں کیا تھا؟ حضرت خالدؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ! آپؐ نے یقیناً منع فرمایا تھا لیکن ان لوگوں نے ہم پر پہلے حملہ کیا اور تیر برسانے شروع کر دیے۔ ہم نے اس پر بھی صبر کیا اور انہیں بتایا کہ ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے اس لیے تم یہ مزاحمت بند کرو۔ انہوں نے ہماری بات اَن سنی کر کے ہم پر مسلسل تیر اندازی جاری رکھی۔ پھر ہمیں مجبوراً لڑائی کرنی پڑی اور پھر خدا تعالیٰ نے ان کو مکمل طور پر پسپا کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی وضاحت کو قبول فرمایا۔ اس ایک واقعہ کے علاوہ وہاں کوئی قابل ذکر واقعہ رونما نہیں ہوا۔ سب کمانڈر اپنی اپنی سمت

سے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر فرمودہ جگہ پر آپؐ سے مل گئے اور طلوع آفتاب سے کچھ دیر بعد ہی مکہ مکرمہ مکمل طور پر آپؐ کو عطا ہو گیا۔
(صحیح البخاری کتاب المغازی باب این رکز النبی ﷺ الرایۃ یوم الفتح حدیث 4280) (السیرۃ النبویہ لابنِ ہشام صفحہ 741-742 دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء) (شرح العلامۃ الزرقانی جزء3 صفحہ 417 باب غزوۃ الفتح الاعظم دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء) (السیرۃ الحلبیۃ جزء3 صفحہ 121 باب ذکر مغازیہ فتح مکۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

آج جو اعتراض کرنے والے ہیں وہ اسلام پہ اعتراض تو کرتے ہیں لیکن بغیر کسی امتیاز کے ہسپتالوں اور سکولوں پر حملہ کر دیتے ہیں۔ ایئر ریڈز (air-raids) کر دیتے ہیں۔ عمارتوں کو ملیا میٹ کر دیتے ہیں۔ گھروں میں بچوں اور عورتوں کو، بیماروں کو مار دیتے ہیں۔ یہ لوگ کسی کا حق تسلیم کرنے کو تیار ہی نہیں ہیں۔ پھر اسلام پر الزام کہ حق مارتا ہے۔ کون ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خلفائے راشدین کے علاوہ جنہوں نے اس حد تک حقوق کا خیال رکھا ہو۔ اسلام نے جنگ کی صورت میں بھی دشمنوں کے بعض حقوق کو کس طرح قائم فرمایا ہے اس کا خلاصہ بیان کرتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی بیان فرمایا ہے کہ کسی صورت میں مسلمانوں کو مثلہ کرنے کی اجازت نہیں۔ یعنی مسلمانوں کو مقتولین جنگ کی ہتک کرنے یا ان کے اعضاء کاٹنے کی اجازت نہیں ہے۔ دوسرے: یہ کہ مسلمانوں کو کبھی جنگ میں دھوکا بازی نہیں کرنی چاہیے۔ تین: یہ کہ کسی بچے کو نہیں مارنا چاہیے اور نہ کسی عورت کو۔ چار: یہ کہ پادریوں پنڈتوں اور دوسرے مذہبی رہنماؤں کو قتل نہیں کرنا چاہیے۔ پانچ: یہ کہ بڈھے کو نہیں مارنا چاہیے، بچے کو نہیں مارنا، عورت کو نہیں مارنا اور ہمیشہ صلح اور احسان کو مدّنظر رکھنا ہے۔ چھ: جب لڑائی کیلئے مسلمان جائیں تو اپنے دشمنوں کے ملک میں ڈر اور خوف پیدا نہ کریں اور عوام الناس پر سختی نہ کریں۔ بلاوجہ عوام کو نہ ڈرائیں جس طرح یہ ایئر ریڈز (air-raids) کر کے ڈرا دیتے ہیں۔ نمبر سات: جب لڑائی کیلئے نکلیں تو ایسی جگہوں پر پڑاؤ نہ ڈالیں کہ لوگوں کیلئے تکلیف کا موجب ہو اور کوچ کے وقت ایسی طرز پر نہ چلیں کہ لوگوں کیلئے رستہ چلنا مشکل ہو جائے۔ راستوں میں پڑاؤ نہ ڈالیں۔ خوفزدہ کرنے کیلئے پڑاؤ نہ ڈالیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا سختی سے حکم دیا تھا۔ پھر فرمایا: جو شخص ان احکام کے خلاف کرے گا اسکی لڑائی پھر اسکے نفس کیلئے ہوگی خدا کیلئے نہیں ہوگی۔ آٹھ: یہ کہ لڑائی میں دشمن کے منہ پر زخم نہ لگائیں۔ نو: یہ کہ لڑائی کے وقت کوشش کرنی چاہیے کہ دشمن کو کم سے کم نقصان ہو۔ دس: جو قیدی پکڑے جائیں ان میں سے جو قریبی رشتہ دار ہوں ان کو ایک دوسرے سے جدا نہ کیا جائے۔ گیارہ: قیدیوں کے آرام کا اپنے آرام سے زیادہ خیال رکھا جائے۔ بارہ: غیر ملکی سفیروں کا ادب اور احترام کیا جائے۔ وہ غلطی بھی کریں تو ان سے چشم پوشی کی جائے۔ تیرہ: اگر کوئی شخص جنگی قیدی کے ساتھ سختی کر بیٹھے تو اس قیدی کو بلا معاوضہ آزاد کر دیا جائے۔ اگر غلط طریقہ سے سختی ہو گئی تو پھر اس قیدی کو آزاد کر دے۔ چودہ: جس شخص کے پاس کوئی جنگی قیدی رکھا جائے وہ اسے وہی کھلائے جو خود کھائے اور اسے وہی پہنائے جو خود پہنے اور اسی پر صحابہ نے عمل کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہی احکام کی روشنی میں مزید یہ حکم بھی جاری فرمایا کہ عمارتوں کو مت گراؤ اور پھل دار درختوں کو مت کاٹو۔
(ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 301-302)

عباد الرحمٰن کی تفسیر کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ ”عباد الرحمٰن کی ایک اور علامت یہ بتائی ہے کہ وہ کسی کو ناجائز طور پر قتل نہیں کرتے۔ یہ علامت بھی اپنی پوری شان کے ساتھ ہمیں صحابہؓ کے مقدس وجود میں جلوہ گر دکھائی دیتی ہے۔ وہ اس حکم پر اتنی سختی سے عمل کرتے تھے کہ باوجود اسکے کہ وہ ایسی اقوام سے برسر پیکار تھے جو بزور شمشیر ان سے اپنا مذہب بدلوانا چاہتی تھیں پھر بھی ان کی تلوار صرف ان افراد پر اٹھتی تھی جو عملاً جنگ میں شامل ہوں۔ کسی عورت، کسی بچے، کسی بوڑھے، کسی راہب اور کسی پنڈت یا پادری پر نہیں اٹھتی تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اسلام صرف لڑنے والے افراد سے جنگ کرنا جائز قرار دیتا ہے۔ دوسرے افراد کو قتل کرنا خواہ وہ دشمن قوم سے ہی کیوں نہ تعلق رکھتے ہوں جائز قرار نہیں دیتا۔ آج دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں جو اپنے آپ کو عدل و انصاف کا علمبردار قرار دیتی ہیں اور جن کا وجود امن عالم کے قیام کی ضمانت سمجھا جاتا ہے ان کی یہ کیفیت ہے کہ وہ دشمن اقوام کو ہمیشہ ایٹمی ہتھیاروں سے ہلاک کرنے کی دھمکی دیتی رہتی ہیں بلکہ عملاً گذشتہ جنگ عظیم میں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر لاکھوں بے گناہ جاپانی مردوں اور عورتوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا“ اور اب بھی مختلف شہروں میں جو حملے ہوتے ہیں جنگیں ہو رہی ہیں۔ عراق میں کیا ہوا، فلسطین میں کیا ہوا، شام میں کیا ہوا، یمن میں کیا ہو رہا ہے سب کچھ یہی ہو رہا ہے ”اور اسے امن عالم کے قیام کیلئے ایک بڑا بھاری کارنامہ قرار دے کر اسے سراہا گیا“ آہاہا ہم نے کارنامہ سرانجام دے دیا ”لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں کہیں ایسا ظلم دکھائی نہیں دیتا کہ برسرِ پیکار ہونے کی حالت میں بھی انہوں نے بے گناہ مردوں اور عورتوں اور بچوں کو تہ تیغ کیا ہو مگر یہ لاکھوں افراد کے ناجائز خون سے اپنے ہاتھ رنگنے والے تو عدل و انصاف کے مجسمے کہلاتے ہیں اور وہ مسلمان جنہوں نے اپنے پاؤں تلے کبھی ایک چیونٹی کو بھی نہیں مسلا تھا انہیں یہ لوگ ڈاکو اور لٹیرا قرار دیتے ہیں۔“
(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 575-576)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
”یہ بھی فرق یاد رہے کہ اسلام نے صرف ان لوگوں کے مقابل پر تلوار اٹھانا حکم فرمایا ہے کہ جو اول آپ تلوار اٹھائیں اور انہیں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے جو اول آپ قتل کریں۔“ (انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 37)

پس یہ چند حقوق میں نے مزید بیان کیے ہیں اور یہی حقوق ہیں جن کو قائم کر کے ہم معاشرے میں اور دنیا میں امن کی فضا قائم کر سکتے ہیں، امن قائم کر سکتے ہیں ورنہ دنیا میں امن کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ خاص طور پر جنگ کرنے والوں کے حقوق کا جو میں نے ذکر کیا ہے اس طرح اگر حکومتیں اپنے فرائض کو نہیں سمجھیں گی اور دوسروں کے حقوق ادا نہیں کریں گی تو پھر عالمگیر جنگ کے لیے بھی تیار رہیں جس کی تباہی پھر ہر تصور سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دنیاداروں اور ان دنیاوی حکومتوں کو عقل دے اور اپنی اناؤں کی بجائے انسانیت کو بچانے کی فکر کرنے والے ہوں۔ پس اس لحاظ سے آج ہر احمدی کا کام ہے کہ دعا کرے کہ دنیا تباہی اور بربادی سے بچ جائے اور واحد اور لاشریک خدا کو مان لے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو سمجھنے والی اور عمل کرنے والی بن جائے اور یہی ان کی بقا ہے اور یہی ان کی بقا کی ضمانت ہے۔ یہی ان کی نسلوں کی بقا کی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔

سب دنیا کے احمدیوں کو اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے حفاظت میں رکھے۔ ان کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شر سے ہر احمدی کو ہر مظلوم کو بچا کے رکھے۔ اب دعا کر لیں۔ (دعا)

(دعا کے بعد قصائد پڑھے گئے اور پھر حضورِ انور نے فرمایا:)

حاضری ان کی یہاں تین دنوں میں مختلف وقتوں میں کُل 8,877 کی حاضری رہی۔ 6,709 مرد اور 2,168 عورتیں۔ اسی طرح یہاں یوکے میں جماعتی انتظام تھا جو ان کے پاس رپورٹ آئی ہے اسکے تحت مختلف جماعتوں میں، تین ہزار سے اوپر لوگ مساجد میں بھی بیٹھ کر اجتماعی طور پر سنتے رہے ہیں اور یہ جو دنیا میں ہم ایک نیا نظارہ دیکھ رہے ہیں کبابیر سے بھی اور کینیڈا سے بھی اور قادیان سے منارۃ المسیح نظر آ رہا تھا، مسجد اقصیٰ میں بیٹھے لوگ سُن رہے تھے یہ بھی ایک عجیب نظارہ ہے۔ وہاں قادیان میں رات کے تقریباً بارہ بجنے والے ہیں لیکن لوگ پھر بھی بیٹھے ہیں۔ اسی طرح باقی ملکوں میں late night ہو چکی ہے لیکن بیٹھے جلسہ سُن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے اور ان کو جلسے کی برکات سے وافر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 21 ستمبر 2021)

......☆......☆......☆......

بقیہ سیرت خاتم النّبیین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم از صفحہ 9

عزّت و احترام کی نظر سے دیکھنے لگے۔

عبداللہ کی شادی

اصحاب الفیل کے واقعہ سے چند ماہ پیشتر عبدالمطلب نے آمنہ بنت وہب سے جو قریش کے قبیلہ بنو زہرہ میں سے ایک معزز گھرانے کی نہایت شریف لڑکی تھی اپنے لڑکے عبداللہ کی شادی کی۔ اُس وقت عبداللہ کی عمر پچیس سال کی یا بعض روایتوں کی رو سے سترہ سال کی تھی۔ اِسی موقع پر آمنہ کی ایک چچا زاد بہن ہالہ بنت وہب سے عبدالمطب نے خود بھی شادی کی۔ حمزہ اِسی ہالہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

عبداللہ کی وفات

عبداللہ کو نکاح کے بعد مصلحتِ الٰہی سے زیادہ مہلت نہیں ملی۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جب وہ تجارت کیلئے شام کو گئے تو واپسی پر بیمار ہو کر یثرب میں ٹھہر گئے اور وہیں انتقال کیا اور اپنے رشتہ دار قبیلہ بنو نجار کے درمیان دفن ہوئے۔ اُس وقت اُن کی زوجہ آمنہ حمل سے تھیں۔ اپنے اس بچہ کیلئے جو ابھی اپنی ماں کے بطن میں ہی تھا عبداللہ نے جو ترکہ چھوڑا وہ قابلِ ذکر ہے۔ یعنی ”پانچ اُونٹ، چند بکریاں اور ایک لونڈی اُمّ ایمن۔“ یہ ترکہ اس کیلئے تھا جس نے ہر دو عالم کا بادشاہ بننا تھا۔

عبدالمطلب کو جب اپنے فرزند عبداللہ کی بیماری کی خبر پہنچی تو اُس نے فوراً اپنے بڑے بیٹے حارث کو مدینہ کی طرف روانہ کیا تا کہ وہ مدینہ جا کر عبداللہ کو اپنے ساتھ لے آوے مگر جب حارث مدینہ پہنچا، تو عبداللہ فوت ہو چکے تھے۔ اُس نے واپس آ کر بڈھے باپ کو خبر دی کہ تیرا عزیز لڑکا اس جہان فانی سے گذر چکا ہے۔ اس وقت عبدالمطلب کو جو صدمہ ہوا وہ قیاس ہی کیا جا سکتا ہے مگر اس صدمہ سے بہت بڑھ کر وہ صدمہ ہوگا جو آمنہ کے دل کو پہنچا جس کا شوہر اس غریب الوطنی کی حالت میں شادی سے تھوڑے ہی عرصہ بعد اسے داغِ ہجرت دے گیا۔ نئی نئی شادی کی حالت میں کم عمر لڑکیاں جو طبعاً اپنے اندر شرم و حیا کا زیادہ مادہ رکھتی ہیں ایسے موقعوں پر اپنے غم و الم کا اظہار نہیں کر سکتیں۔ اس لیے اُن کو اندر ہی اندر صدمہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس سے اس تکلیف کا اندازہ ہو سکتا ہے جو اس موقع پر حضرت آمنہ کو اٹھانی پڑی ہوگی۔ مگر خُدا کی تسلّی جلد ہی آمنہ کے سہارے کیلئے آئی۔ چنانچہ انہی ایّام میں آمنہ نے ایک خواب دیکھا کہ اُن کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اور انہیں خواب میں ہی بتایا گیا کہ اس لڑکے کا نام محمدؐ رکھنا۔ نیز انہوں نے یہ بھی خواب دیکھا کہ ان کے اندر سے ایک چمکتا ہوا نور نکلا ہے اور دُور دراز ملکوں میں پھیل گیا ہے۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ صفحہ 87 تا 92، مطبوعہ 2006 قادیان)

......☆......☆......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت
اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں
ٹول فری نمبر : 1800 103 2131
اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (حٰم السجدۃ:34)

ترجمہ: اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے اور کہے کہ مَیں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں

طالب دُعا: نور الہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ

(سورۃ توبہ:119)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

عَبْدُ الْمُطَّلِبْ

مطلب کی پوزیشن چونکہ صرف ایک گارڈین کی تھی اس لیے اس کی تولیت کے وہ مناصب جو عبد مناف کے گھرانے میں تھے اس کی وفات کے بعد عبدالمطلب کو ملے کیونکہ اپنے بھائیوں میں یہی سب سے ہوشیار تھا۔ عبدالمطلب نہایت سمجھدار اور قابل شخص تھا مگر چونکہ اس وقت وہ نوجوان تھا اور اپنی عمر کا ایک حصّہ باہر گذار کر آیا تھا، اس لیے شروع شروع میں اُسے اپنی پوزیشن کو قائم رکھنے کیلئے بہت مشکلات کا سامنا ہوا۔ چنانچہ سب سے پہلے تو عبدالمطلب کی وراثت میں اسکے چچا نوفل بن عبد مناف نے جھگڑا کیا۔ عبدالمطلب نے قریش سے اپیل کی، لیکن قریش نے اس معاملہ میں دخل دینے سے انکار کر دیا جس پر عبدالمطلب نے یثرب میں اپنی ننھال بنونجار کو کہلا بھیجا کہ میرا چچا میری وراثت میں بے جا مداخلت کرتا ہے۔ وہاں سے فوراً اسّی بہادر اپنے نواسے کی مدد کو مکّہ پہنچ گئے۔ جس وقت یہ لوگ مکّہ میں پہنچے تو اس وقت نوفل چند آدمیوں کے ساتھ مسجد حرام میں بیٹھا تھا۔ اُنہوں نے آتے ہی اُسے کہا کہ ہمارے نواسے شیبہ بن ہاشم کو اس کا سارا ورثہ دے دو ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ نوفل مرعوب ہو گیا اور اُس نے مداخلت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ بنو عبدالشّمس اور بنو ہاشم کے درمیان رنجش پیدا ہو جانے کا ذکر اُوپر گذر چکا ہے۔ اب بنونوفل کے تعلقات بھی کشیدہ ہو گئے۔ گویا عبد مناف بن قُصَیَّ کے باقی بیٹوں میں سے بنو ہاشم کے ساتھ صرف بنو مطلب کے تعلقات اچھے رہے اور اس طرح اس خاندان میں دو پارٹیاں بن گئیں۔ ایک طرف بنو ہاشم اور بنو مطلب تھے اور دوسری طرف بنونوفل اور بنو عبد شمس۔ اس جتھہ بندی کا یہاں تک اثر تھا کہ جب بنو ہاشم اور دیگر مسلمانوں کو کفّارِ مکّہ نے شعب ابی طالب میں محصور کر دیا تو اس وقت بھی بنو مطلب نے بنو ہاشم کا ساتھ دیا اور قریش سے الگ رہے مگر بنونوفل اور بنو عبدِ شمس نے کفّار کا ساتھ دیا اور بنو ہاشم کی مخالفت کی۔ مطلب نے جو حُسنِ سلوک کا معاملہ عبدالمطلب سے کیا تھا وہ بھی بنو مطلب اور بنو ہاشم کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کا موجب ہوا اور بنو مطلب ہمیشہ بنو ہاشم کے ساتھ ایک جان ہو کر رہے، چنانچہ اسی رشتۂ اتحاد کا نتیجہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ خمس کی تقسیم میں سے (یعنی مالِ غنیمت میں سے وہ پانچواں حِصّہ جو اللہ اور اُسکے رسُول اور رسول کے قریبی رشتہ داروں اور مشترک اسلامی ضروریات کیلئے الگ کیا جاتا تھا) بنو ہاشم کے ساتھ بنو مطلب کا حِصّہ بھی نکالتے تھے اور جب بنونوفل اور بنو عبدِ شمس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے برابری رشتہ کی بنا پر درخواست کی کہ بنو مطلب کی طرح اُن کو بھی خمس سے حصہ ملا کرے تو آپؐ نے انکار کیا اور فرمایا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب تو ایک ہی ہیں۔

چاہِ زمزم کی تلاش

چاہِ زمزم جو مکّہ کی آبادی کا پہلا سبب تھا صدیوں سے بند ہو کر گُم ہو چکا تھا۔ جب عبدالمطلب کے ہاتھ میں سقایۃ الحاج کا کام آیا تو اُس نے ایک خواب کی بنا پر اس کھوئے ہوئے چشمہ کا نشان تلاش کرنا چاہا۔ چنانچہ وہ اور اس کا لڑکا حارث اس کی تلاش میں مصروف ہوئے لیکن قریش میں سے کسی نے بنو ہاشم کی مدد نہ کی۔ بلکہ بعض نے اُلٹا باپ بیٹے کا مذاق اڑایا۔ عبدالمطلب نے اس وقت اپنی کمزوری پر شرم وغیرت کے جوش میں آکر نذر مانی کہ اگر خُدا اُسے دس بچے دے گا اور وہ اس کی آنکھوں کے سامنے جوان ہو جائیں گے تو اُن میں سے ایک کو وہ خدا کی راہ میں قربان کر دے گا۔ کچھ عرصہ کی محنت کے بعد عبدالمطلب کو زمزم کی جگہ کا نشان مِل گیا جسے کھودنے سے یہ پُرانا چشمہ پھر نِکل آیا اور اس کے ساتھ ہی وہ دفینہ بھی برآمد ہوا جو قبیلہ جرھم نے مکّہ چھوڑتے ہوئے اُس میں دفن کر دیا تھا۔ اس غیر مترقبہ واقعہ نے تمام قریش پر عبد المطلب کا سِکّہ بٹھا دیا اور گو انہوں نے شروع میں عبد المطلب کے ساتھ دفینہ کے بارے میں جھگڑا کرنا چاہا، لیکن بالآخر مرعوب ہو کر خاموش ہو گئے۔ پھر وہ آہستہ آہستہ اس کی بڑائی کے اس قدر قائل ہو گئے کہ بالآخر عبدالمطلب کی یہ حالت تھی کہ تمام قریش اُسے اپنا نہایت واجب الاحترام سردار جانتے تھے۔

عبدالمطلب کا بڑا اہم مجلس ابوسفیان کا والد حرب بن امیہ تھا لیکن بالآخر عبدالمطلب کی ترقی نے اس کے دل میں بھی حَسد کی چنگاری پیدا کر دی اور اُس نے اپنے باپ کی طرح بنو ہاشم سے مقابلہ کرنا چاہا لیکن ناکام رہا۔ اس منافرت کے بعد عبدالمطلب کی مجلس زیادہ تر عبداللہ بن جدعان تیمی کے ساتھ رہی جو مکّہ کا ایک شریف مزاج رئیس تھا۔

عبداللہ

چاہِ زمزم کے واقعہ کے بعد عبدالمطلب بڑا صاحبِ اثر ہو گیا اور خُدا کی قدرت کہ اس کی اولاد بھی جلد جلد بڑھنے لگی۔ حتیٰ کہ آخر اُن کی تعداد دس تک پہنچ گئی۔ جب یہ لڑکے جوان ہو گئے اور ایفائے نذر کا وقت آ گیا تو عبدالمطلب اُن سب کو اپنے ساتھ لے کر کعبہ کی طرف گیا اور وہاں جا کر ھبل کے سامنے قرعہ اندازی کی۔ اللہ کی قدرت کہ قرعے کا تیر سب سے چھوٹے لڑکے عبداللہ کے نام نکلا جو عبدالمطلب کو سب سے زیادہ عزیز تھا۔ اس وقت عبدالمطلب کی جو حالت تھی وہ بیان میں نہیں آ سکتی، مگر عبدالمطلب قول کا پکّا تھا اور نذر بہر حال پوری کرنی تھی اس لیے وُہ عبداللہ کو لے کر ذبح کرنے کے واسطے روانہ ہوا اور عبداللہ بھی سرِ تسلیم خم کئے اپنے باپ کے ساتھ ہو لیا جب رؤسائے قریش کو اس کا عِلم ہوا تو انہوں نے عبدالمطلب کو اس سے روکا اور آخر ایک واقف کار کے مشورہ سے یہ قرار پایا کہ عبداللہ اور دس اُونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا جائے اور اگر اُونٹوں کے نام قرعہ نکلے تو عبداللہ کی جگہ دس اُونٹ قربان کر دیئے جاویں کہ یہی اس زمانے میں ایک آدمی کا خون بہا تھا۔ چنانچہ عبدالمطلب نے عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا، مگر پھر بھی تیر عبداللہ ہی کے نام نکلا۔ عبدالمطلب نے دس اور زائد کئے اور بیس پر قرعہ ڈالا، لیکن اب کی دفعہ بھی عبداللہ ہی کا نام نِکلا۔ دس اور زائد کئے گئے، لیکن پھر بھی عبداللہ ہی کا نام تھا۔ چالیس، پچاس، ساٹھ، ستر، اسی، نوے مگر ہر دفعہ عبداللہ کا نام آتا تھا۔ آخر سو تک نوبت پہنچی اور اب کی مرتبہ قرعہ اُونٹوں کے نام نِکلا۔ لیکن اس پر بھی عبدالمطلب نے مزید تسلّی کے واسطے پھر دو دفعہ قرعہ ڈالا مگر دونوں دفعہ اونٹوں کا نام نکلا۔ جس پر سو اُونٹ ذبح کئے گئے اور عبداللہ کی جان بچی۔ اس وقت سے قریش میں ایک آدمی کا خون بہا سو اُونٹ مقرر ہو گئے۔

اصحاب الفیل

عبدالمطلب کے زمانہ میں یمن کا علاقہ افریقہ کے ملک حبشہ کے ماتحت تھا جو ان ایّام میں ایک طاقتور حکومت کا مرکز تھا اور چونکہ حبشہ ایک عیسائی ملک تھا اس لئے یمن کا گورنر بھی عیسائی ہوا کرتا تھا۔ عبدالمطلب کے زمانہ میں یمن کے والی کا نام ابرہتہ الاشرم تھا۔ یہ شخص کعبہ سے سخت دشمنی رکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی طرح عرب کے لوگوں کو کعبہ سے پھیر دے۔ چنانچہ اُس نے کعبہ کے مقابلہ پر یمن میں ایک معبد تیار کیا اور لوگوں میں تحریک کی کہ وہ بجائے کعبہ کے اس عبادت گاہ کے حج کیلئے آیا کریں۔ عرب کی فطرت بھلا اس بات کو کس طرح برداشت کر سکتی تھی کہ عرب کی سرزمین میں کعبہ کے مقابلہ پر کوئی اور معبد قائم ہو۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک عرب نے جوش میں آکر اس معبد میں جا کر پاخانہ کر دیا۔ ابرہہ کو اس بات کا عِلم ہوا تو اس نے غصّہ میں آکر ارادہ کیا کہ مکّہ پر فوج کشی کر کے کعبہ کو مِسمار کر دے۔ چنانچہ اُس نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی سے اجازت لی اور ایک بڑے بھاری لشکر کے ساتھ جس کی تعداد بعض روایات سے ساٹھ ہزار پتہ لگتی ہے اور بہر حال وہ ہزاروں پر مشتمل تھا، یمن سے نِکلا اور راستہ میں مختلف قبائل عرب کو شکست دیتا ہوا مکّہ کے قریب پہنچ گیا اور شہر کے سامنے اپنی فوجیں ڈال دیں۔ جب قریش کو اس کا علم ہوا تو وہ سخت پریشان ہوئے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وُہ اس کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے۔ چنانچہ انہوں نے عبدالمطلب کو ابرہہ کے پاس بطور وفد کے روانہ کیا۔ عبدالمطلب کی وجیہہ شکل اور نجابت نے ابرہہ پر بہت اچھا اثر کیا اور وہ اس سے بڑی عزّت کے ساتھ پیش آیا اور اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو وہ کیا چاہتے ہیں۔ عبدالمطلب نے جو شاید پہلے سے اس گفتگو کے طریق کو سوچ کر آیا تھا کہا کہ آپ کی فوج نے میرے اُونٹ پکڑ لیے ہیں وہ مجھے دلوا دیئے جائیں۔ اُس نے اُونٹ تو واپس دلوا دیئے، مگر جو اثر اس کے دل پر عبدالمطلب کی وجاہت اور قابلیّت کا ہوا تھا وہ سب جاتا رہا اور اُس نے مُنہ بنا کر کہا ”مَیں تمہارے کعبہ کو مِسمار کرنے کے واسطے آیا ہوں، مگر تم نے اس کی فکر نہ کی اور اپنے اُونٹوں کی فکر کی۔“ عبدالمطلب نے بے پروائی کے انداز میں کہا۔ ”اَنَا رَبُّ الْاِبِلِ وَ لِلْبَیْتِ رَبٌّ یَمْنَعُہٗ یعنی مَیں تو صرف اُونٹوں کا مالک ہوں، اس لیے مجھے ان کا فکر ہے۔ مگر اس گھر کا بھی ایک مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔

ابرہہ نے یہ جواب سُنا تو بہت بگڑا اور کہا کہ ”اچھا پھر مَیں دیکھوں گا کہ اس گھر کا مالک مجھے اس سے کس طرح روکتا ہے۔“ چنانچہ وہ اپنے لاؤ لشکر کو لے کر آگے بڑھا مگر خدائی تصرف ایسا ہوا کہ جونہی کہ اس ہاتھی کا رُخ جس پر ابرہہ سوار تھا مکّہ کی طرف کر کے اُسے چلایا گیا تو وہ چلنے سے رک گیا اور باوجود انتہائی کوشش کے آگے نہ بڑھا اور پھر اس لشکر پر ایسی آفت آئی کہ لشکر کا لشکر تباہ ہو کر پرندوں کی خوراک بن گیا۔ اس کی تفصیل روایات میں یوں بیان ہوئی ہے کہ جب یہ لشکر مکّہ کی طرف بڑھنا چاہتا تھا، تو اُس وقت خدائی تصّرف کے ماتحت اُن کے اُوپر سے ایسے پرندوں کے غول گذرے جن کے پنجوں میں ایسی زہر آلود مٹی کے ریزے لگے ہوئے تھے کہ جس جس کے اوپر یہ ریزے گِرتے تھے وہ ایک چیچک کی سی مہلک اور متعدی بیماری میں مبتلا ہو جاتا تھا اور جب لشکر میں ایک دفعہ یہ بیماری پھوٹی تو پھر بڑی سُرعت سے ایک سے دوسرے کو لگتی چلی گئی اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ متعدی بیماریاں بسا اوقات مٹی کے ذرّات یا دُوسرے ذرائع سے پھیل جاتی ہیں۔ پس بالکل ممکن ہے کہ یہ پرندے کسی ایسی جگہ سے اُٹھ کر آئے ہوں جو کسی متعدی بیماری کے جراثیم سے ملوث ہو اور اس طرح اُن کے واسطے سے لشکر میں کوئی چیچک وغیرہ کی مہلک بیماری پھیل گئی ہو۔ چنانچہ ابرہہ کے متعلق تو خاص طور پر ذکر آتا ہے کہ اُسے کوئی ایسی بیماری ہوئی تھی، جس سے اس کا گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گِر گیا تھا۔ قرآن شریف میں اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں آتا ہے:

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ○ اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَھُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ○ وَّاَرۡسَلَ عَلَیۡھِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ○ تَرۡمِیۡھِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ○ فَجَعَلَھُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ○ ”کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے اصحابِ فیل کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کیا اُس نے اُن کی تجاویز کو خاک میں نہیں ملا دیا؟ اس نے ان پر پرندوں کے جھُنڈ کے جھُنڈ بھیجے جو اُن پر مٹی کے پتھریلے ریزے مارتے تھے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایک بوسیدہ بھوسے کی طرح کر دیا۔“

اَبرھہ کا یہ حملہ تاریخ میں ’اصحاب الفیل‘ کا حملہ کہلاتا ہے یعنی ہاتھی والوں کا حملہ جس کی وجہ یہ ہے کہ ابرہہ کی فوج میں ایک ہاتھی یا بعض روایتوں کی رو سے متعدد ہاتھی بھی تھے۔ چونکہ قریش مکّہ کیلئے ہاتھی ایک عجیب اور نئی چیز تھی جو انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی، اس لیے انہوں نے نہ صرف حملہ آوروں کا نام اصحاب الفیل رکھا بلکہ اس سال کا نام بھی ’عام الفیل‘ رکھ دیا۔ اصحاب الفیل کی تباہی سے کعبۃ اللہ کی عزّت اور قریش کا رُعب بہت بڑھ گیا اور دُوسرے قبائلِ عرب انہیں آگے سے بھی زیادہ

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کسی چیز میں جتنا بھی رِفق اور نرمی ہو اُتنا ہی یہ اُس کیلئے زینت کا موجب بن جاتا ہے،

اُس میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے اور جس سے رفق اور نرمی چھین لی جائے وہ اتنی ہی بدنما ہو جاتی ہے

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل الرفق، حدیث نمبر 6602)

طالب دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے، نرمی کو پسند کرتا ہے،

نرمی کا جتنا اجر دیتا ہے اُتنا سخت گیری کا نہیں دیتا بلکہ کسی اور نیکی کا بھی اتنا اجر نہیں دیتا

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب فضل الرفق حدیث نمبر 6601)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(روایت 447 بقیہ)

چہرۂ مبارک

آپکا چہرہ کتابی یعنی معتدل لمبا تھا اور حالانکہ عمر شریف 70 اور 80 کے درمیان تھی پھر بھی جھریوں کا نام و نشان نہ تھا اور نہ متفکر اور غصّہ ور طبیعت والوں کی طرح پیشانی پر شکن کے نشانات نمایاں تھے۔ رنج، فکر، تردد یا غم کے آثار چہرہ پر دیکھنے کی بجائے زیارت کنندہ اکثر تبسم اور خوشی کے آثار ہی دیکھتا تھا۔

آپ کی آنکھوں کی سیاہی، سیاہی مائل شربتی رنگ کی تھی اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں مگر پپوٹے اس وضع کے تھے کہ سوائے اس وقت کے جب آپ ان کو خاص طور پر کھولیں ہمیشہ قدرتی غض بصر کے رنگ میں رہتی تھیں بلکہ جب مخاطب ہو کر بھی کلام فرماتے تھے تو آنکھیں نیچی ہی رہتی تھیں اسی طرح جب مردانہ مجالس میں بھی تشریف لے جاتے تو بھی اکثر ہر وقت نظر نیچے ہی رہتی تھی۔ گھر میں بھی بیٹھتے تو اکثر آپ کو یہ نہ معلوم ہوتا کہ اس مکان میں اور کون کون بیٹھا ہے۔ اس جگہ یہ بات بھی بیان کے قابل ہے کہ آپ نے کبھی عینک نہیں لگائی اور آپ کی آنکھیں کام کرنے سے کبھی نہ تھکتی تھیں۔ خدا تعالیٰ کا آپ کے ساتھ حفاظت عین کا ایک وعدہ تھا جس کے ماتحت آپ کی چشمانِ مبارک آخر وقت تک بیماری اور تکان سے محفوظ رہیں البتہ پہلی رات کا ہلال آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں نظر نہیں آتا۔ ناک حضرت اقدس کی نہایت خوبصورت اور بلند بالا تھی، پتلی، سیدھی، اونچی اور موزوں نہ پھیلی ہوئی تھی نہ موٹی۔ کان آنحضور کے متوسط یا متوسط سے ذرا بڑے۔ نہ باہر کو بہت بڑھے ہوئے نہ بالکل سر کے ساتھ لگے ہوئے۔ قلمی آم کی قاش کی طرح اوپر سے بڑے نیچے سے چھوٹے۔ قوت شنوائی آپ کی آخر وقت تک عمدہ اور خدا کے فضل سے برقرار رہی۔

رخسار مبارک آپ کے نہ پچکے ہوئے اندر کو تھے نہ اتنے موٹے کہ باہر کو نکل آویں۔ نہ رخساروں کی ہڈیاں اُبھری ہوئی تھیں۔ بھنویں آپ کی الگ الگ تھیں۔ پیوستہ ابرو نہ تھے۔

پیشانی اور سر مبارک

پیشانی مبارک آپ کی سیدھی اور بلند اور چوڑی تھی اور نہایت درجہ کی فراست اور ذہانت آپ کے جبیں سے ٹپکتی تھی۔ علم قیافہ کے مطابق ایسی پیشانی بہترین نمونہ اعلیٰ صفات اور اخلاق کا ہے۔ یعنی جو سیدھی ہو نہ آگے کو نکلی ہوئی نہ پیچھے کو دھسی ہوئی اور بلند ہو یعنی اونچی اور کشادہ ہوا ور چوڑی ہو۔ بعض پیشانیاں گو اونچی ہوں مگر چوڑان ماتھے کی تنگ ہوتی ہے، آپ میں یہ تینوں خوبیاں جمع تھیں اور پھر یہ خوبی کہ چیں بجبیں بہت کم پڑتی تھی۔ سَر آپکا بڑا تھا، خوبصورت بڑا تھا، اور علم قیافہ کی رو سے ہر سمت سے پورا تھا۔ یعنی لمبا بھی تھا، چوڑا بھی تھا، اونچا بھی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہموار اور پیچھے سے بھی گولائی درست تھی۔ آپ کی کنپٹی کشادہ تھی اور آپ کی کمال عقل پر دلالت کرتی تھی۔

لب مبارک

آپ کے لب مبارک پتلے نہ تھے مگر تاہم ایسے موٹے بھی نہ تھے کہ برے لگیں۔ دہانہ آپ کا متوسط تھا۔ اور جب بات نہ کرتے ہوں تو منہ کھلا نہ رہتا تھا۔ بعض اوقات مجلس میں جب خاموش بیٹھے ہوں تو آپ عمامہ کے شملہ سے دہان مبارک ڈھک لیا کرتے تھے۔ دندان مبارک آپ کے آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے یعنی کیڑا بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔ مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

پیر کی ایڑیاں آپ کی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں۔ اگرچہ گرم کپڑے سردی گرمی برابر پہنتے تھے۔ تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آجاتا تھا مگر آپ کے پسینہ میں کبھی بو نہیں آتی تھی خواہ کتنے ہی دن بعد کرتا بدلیں اور کیسا ہی موسم ہو۔

گردن مبارک

آپ کی گردن متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی۔ آپ اپنے مطاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ان کے اتباع میں ایک حد تک جسمانی زینت کا خیال ضرور رکھتے تھے۔ غسل جمعہ، حجامت، حنا، مسواک روغن اور خوشبو، کنگھی اور آئینہ کا استعمال برابر مسنون طریق پر آپ فرمایا کرتے تھے مگر ان باتوں میں انہماک آپ کی شان سے بہت دُور تھا۔

لباس

سب سے اوّل یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ آپ کو کسی قسم کے خاص لباس کا شوق نہ تھا۔ آخری ایّام کے کچھ سالوں میں آپ کے پاس کپڑے سادے اور سلے سلائے بطور تحفہ کے بہت آتے تھے۔ خاص کر کوٹ صدری اور پائجامہ قمیض وغیرہ جو اکثر شیخ رحمت اللہ صاحب لاہوری ہر عید بقر عید کے موقعہ پر اپنے ہمراہ نذر لاتے تھے وہی آپ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مگر علاوہ ان کے کبھی کبھی آپ خود بھی بنوا لیا کرتے تھے۔ عمامہ تو اکثر خود ہی خرید کر باندھتے تھے۔ جس طرح کپڑے بنتے تھے اور استعمال ہوتے تھے اُس طرح ساتھ ساتھ خرچ بھی ہوتے جاتے تھے یعنی ہر وقت تبرک مانگنے والے طلب کرتے رہتے تھے۔ بعض دفعہ تو یہ نوبت پہنچ جاتی کہ آپ ایک کپڑا بطور تبرک کے عطا فرماتے تو دوسرا بنوا کر اس وقت پہننا پڑتا اور بعض سمجھدار اس طرح بھی کرتے تھے کہ مثلاً ایک کپڑا اپنا بھیج دیا اور ساتھ عرض کر دیا کہ حضور ایک اپنا اترا ہوا تبرک مرحمت فرما دیں۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب آپ کے لباس کی ساخت سُنئے۔ عموماً یہ کپڑے آپ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ کرتہ یا قمیض، پائجامہ، صدری، کوٹ، عمامہ۔ اس کے علاوہ رومال بھی ضرور رکھتے تھے اور جاڑوں میں جرابیں۔ آپ کے سب کپڑوں میں خصوصیت یہ تھی کہ وہ بہت کھلے کھلے ہوتے تھے۔ اور اگرچہ شیخ صاحب مذکور کے آوردہ کوٹ انگریزی طرز کے ہوتے مگر وہ بھی بہت کشادہ اور لمبے یعنی گھٹنوں سے نیچے ہوتے تھے اور جبّے اور چوغہ بھی جو آپ پہنتے تھے تو وہ بھی ایسے لمبے کہ بعض تو ان میں سے ٹخنے تک پہنچتے تھے۔ اسی طرح کُرتے اور صدریاں بھی کشادہ ہوتی تھیں۔

بنیان آپ کبھی نہ پہنتے تھے بلکہ اس کی تنگی سے گھبراتے تھے۔ گرم قمیض جو پہنتے تھے ان کا اکثر اوپر کا بٹن کُھلا رکھتے تھے۔ اسی طرح صدری اور کوٹ کا اور قمیض کے کفوں میں اگر بٹن ہوں تو وہ بھی ہمیشہ کُھلے رہتے تھے۔

آپکا طرزِ عمل ''مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ'' کے ماتحت تھا کہ کسی مصنوعی جکڑ بندی میں جو شرعاً غیر ضروری ہے پابند رہنا آپ کے مزاج کے خلاف تھا اور نہ آپ کو کبھی پرواہ تھی کہ لباس عمدہ ہے یا برش کیا ہوا ہے یا بٹن سب درست لگے ہوئے ہیں یا نہیں صرف لباس کی اصلی غرض مطلوب تھی۔ بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔ آپ کی توجہ ہمہ تن اپنے مشن کی طرف تھی اور اصلاح امت میں اتنے محو تھے کہ اصلاح لباس کی طرف توجہ نہ تھی۔ آپ کا لباس آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم وضع کا ہی رہتا تھا یعنی کوٹ اور صدری اور پاجامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے اور یہ علالت طبع کے باعث تھا۔ سردی آپ کو موافق نہ تھی۔ اس لئے اکثر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے۔ البتہ گرمیوں میں نیچے کرتہ ململ کا رہتا تھا بجائے گرم کُرتے کے۔ پاجامہ آپ کا معروف شرعی وضع کا ہوتا تھا (پہلے غرارہ یعنی ڈھیلا مردانہ پاجامہ بھی پہنا کرتے تھے۔ مگر آخر عمر میں ترک کر دیا تھا) مگر گھر میں گرمیوں میں کبھی کبھی دن کو اور عادتاً رات کے وقت تہ بند باندھ کر خواب فرمایا کرتے تھے۔

صدری گھر میں اکثر پہنے رہتے مگر کوٹ عموماً باہر جاتے وقت ہی پہنتے اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دو دو کوٹ بھی پہنا کرتے بلکہ بعض اوقات پوستین بھی۔

صدری کی جیب میں یا بعض اوقات کوٹ کی جیب میں آپکا رومال ہوتا تھا۔ آپ ہمیشہ بڑا رومال رکھتے تھے۔ نہ کہ چھوٹا جنٹلمینی رومال جو آج کل کا بہت مروج ہے اسی کے کونوں میں آپ مشک اور ایسی ہی ضروری ادویہ جو آپ کے استعمال میں رہتی تھیں اور ضروری خطوط وغیرہ باندھ رکھتے تھے اور اسی رومال میں نقد وغیرہ جو نذر لوگ مسجد میں پیش کر دیتے تھے باندھ لیا کرتے۔

گھڑی بھی ضرور آپ اپنے پاس رکھا کرتے مگر اس کی کنجی دینے میں چونکہ اکثر ناغہ ہو جاتا اس لئے اکثر وقت غلط ہی ہوتا تھا اور چونکہ گھڑی جیب میں سے اکثر نکل پڑتی اس لئے آپ اسے بھی رومال میں باندھ لیا کرتے۔ گھڑی کو ضرورت کیلئے رکھتے نہ زیبائش کیلئے۔

آپ کو دیکھ کر کوئی شخص ایک لمحہ کیلئے بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس شخص کی زندگی میں یا لباس میں کسی قسم کا بھی تصنع ہے یا یہ زیب و زینت دنیوی کا دلدادہ ہے۔ ہاں البتہ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ کے ماتحت آپ صاف اور ستھری چیز ہمیشہ پسند فرماتے اور گندی اور میلی چیز سے سخت نفرت رکھتے۔

صفائی کا اس قدر اہتمام تھا کہ بعض اوقات آدمی موجود نہ ہو تو بیت الخلا میں خود فینائل ڈالتے تھے۔ عمامہ شریف آپ ململ کا باندھا کرتے تھے اور اکثر دس گز یا کچھ اوپر لمبا ہوتا تھا۔ شملہ آپ لمبا چھوڑتے تھے کبھی کبھی شملہ کو آگے ڈال لیا کرتے اور کبھی اس کا پلّہ دہن مبارک پر بھی رکھ لیتے جبکہ مجلس میں خاموشی ہوتی۔ عمامہ کے باندھنے کی آپ کی خاص وضع تھی۔ نوک تو ضرور سامنے ہوتی مگر سر پر ڈھیلا ڈھالا لپٹا ہوا ہوتا تھا۔ عمامہ کے نیچے اکثر رومی ٹوپی رکھتے تھے اور گھر میں عمامہ اُتار کر صرف یہ ٹوپی ہی پہنے رہا کرتے مگر نرم قسم کی دوہری جو سخت قسم کی نہ ہوتی۔

جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے۔ بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے۔ مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی۔ کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی۔ کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔ اگر جراب کہیں سے کچھ پھٹ جاتی تو بھی مسح جائز رکھتے بلکہ فرماتے تھے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ایسے موزوں پر بھی مسح کر لیا کرتے تھے جس میں سے ان کی انگلیوں کے پوٹے باہر نکلے رہا کرتے۔

جوتی آپ کی دیسی ہوتی، خواہ کسی وضع کی ہو، پوٹھواری، لاہوری، لدھیانوی، سلیم شاہی ہر وضع کی پہن لیتے مگر ایسی جو کھلی کھلی ہو۔ انگریزی بوٹ کبھی نہیں پہنا۔ گرگابی حضرت صاحب کو پہنے میں نے نہیں دیکھا۔

جوتی اگر تنگ ہوتی تو اس کی ایڑی بٹھا لیتے مگر ایسی جوتی کے ساتھ باہر تشریف نہیں لیجاتے تھے۔ لباس کے ساتھ ایک چیز کا اور بھی ذکر کر دیتا ہوں وہ یہ کہ آپ عصا ضرور رکھتے تھے۔ گھر میں یا جب مسجد مبارک میں روزانہ نماز کو جانا ہوتا تب تو نہیں مگر مسجد اقصیٰ کو جانے کے وقت یا جب باہر سیر وغیرہ کیلئے تشریف لاتے تو ضرور ہاتھ میں ہوا کرتا تھا اور موٹی اور مضبوط لکڑی کو پسند فرماتے مگر کبھی اس پر سہارا یا بوجھ دے کر نہ چلتے تھے جیسے اکثر ضعیف العمر آدمیوں کی عادت ہوتی ہے۔

موسم سرما میں ایک دھسّہ لیکر آپ مسجد میں نماز کیلئے تشریف لایا کرتے تھے جو اکثر آپ کے کندھے پر پڑا ہوا ہوتا تھا اور اسے اپنے آگے ڈال لیا کرتے تھے۔ جب تشریف رکھتے تو پھر پیروں پر ڈال لیتے۔

کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ رات کو اُتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانک دیتے ہیں وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔

موسم گرما میں دن کو بھی اور رات کو تو اکثر آپ کپڑے اُتار دیتے اور صرف چادر یا لنگی باندھ لیتے۔ گرمی دانے بعض دفعہ بہت نکل آتے تو اس کی خاطر بھی کرتہ اُتار دیا کرتے۔ تہ بند اکثر نصف ساق تک ہوتا تھا اور گھٹنوں سے اوپر ایسی حالتوں میں مجھے یاد نہیں کہ آپ برہنہ ہوئے ہوں۔

آپ کے پاس کچھ کنجیاں بھی رہتی تھیں یہ یا تو رومال میں یا اکثر ازار بند میں باندھ کر رکھتے۔ روئی دار کوٹ پہننا آپ کی عادت میں داخل نہ تھا۔ نہ ایسی رضائی اوڑھ کر باہر تشریف لاتے بلکہ چادر پشمینہ کی یا دھسہ رکھا کرتے تھے اور وہ بھی سر پر کبھی نہیں اوڑھتے تھے بلکہ کندھوں اور گردن تک رہتی تھی۔ گلوبند اور دستانوں کی آپکو عادت نہ تھی۔ بستر آپ کا ایسا ہوتا تھا کہ ایک لحاف جس میں پانچ چھ سیر روئی کم از کم ہوتی تھی اور اچھا لمبا چوڑا ہوتا تھا۔ چادر بستر کے اوپر اور تکیہ اور توشک۔ توشک آپ گرمی، جاڑے دونوں موسموں میں بسبب سردی کی ناموافقت کے بچھواتے تھے۔

تحریر وغیرہ کا سب کام پلنگ پر ہی اکثر فرمایا کرتے اور دوات، قلم، بستہ اور کتابیں یہ سب چیزیں پلنگ پر موجود رہا کرتی تھیں کیونکہ یہی جگہ میز کرسی اور لائبریری سب کا کام دیتی تھی۔ اور مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ کا عملی نظارہ خوب واضح طور پر نظر آتا تھا۔ ایک بات کا ذکر کرنا میں بھول گیا وہ یہ کہ آپ امیروں کی طرح ہر روز کپڑے نہ بدلا کرتے تھے بلکہ جب ان کی صفائی میں فرق آنے لگتا تب بدلتے تھے۔

(باقی آئندہ)

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

عورتوں کو بھی اپنے گھروں میں نصیحت کرو کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور ان کو گلہ شکوہ اور غیبت سے روکو، پاکبازی اور راستبازی اُن کو سکھاؤ

موجودہ حالات میں تربیت کا پہلو بہت اہم ہے، بہت ضروری ہے کہ ایم ٹی اے کی طرف توجہ دیں

خود بھی ایم ٹی اے سے بھرپور طریق سے استفادہ کریں اور اپنے بچوں کو بھی ایم ٹی اے سے جوڑیں، کوشش کریں کہ ہر فرد جماعت ایم ٹی اے کے پروگراموں سے استفادہ کرے

خلافت احمدیہ کے ساتھ کامل اطاعت کا نمونہ دکھائیں، اپنی نسلوں کے دلوں میں بھی خلافت کی محبت پیدا کریں

جلسہ سالانہ بلجیم 2021ء کے موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام

اسلام آباد (یو.کے) 21-08-2021

پیارے احباب جماعت احمدیہ بلجیم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ بلجیم کو جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے انتظامات میں بے انتہا برکت ڈالے اور اس کو ہر لحاظ سے کامیاب وکامران کرے۔ موجودہ حالات میں تربیت کا پہلو بہت اہم ہے۔ ان حالات میں پہلے کی طرح ایک جگہ اکٹھے ہو کر تربیتی اجلاسات کا انعقاد تو نہیں ہو رہا، تو ان دنوں بہت ضروری ہے کہ ایم ٹی اے کی طرف توجہ دیں۔ خود بھی ایم ٹی اے سے بھرپور طریق سے استفادہ کریں اور اپنے بچوں کو بھی ایم ٹی اے سے جوڑیں۔ جماعت کی تعلیم وتربیت کیلئے میرے خطبات اور خطابات نشر کیے جاتے ہیں۔ اسکے علاوہ مختلف دینی وتربیتی پروگرام بھی دکھائے جاتے ہیں۔ اس لیے کوشش کریں کہ ہر فرد جماعت ایم ٹی اے پروگراموں سے استفادہ کرے۔ پھر گھروں میں درسوں کا انتظام کریں۔ قرآن کریم، روحانی خزائن اور تفسیر کبیر میں سے کچھ نہ کچھ حصہ روزانہ فیملی کے افراد کو سنائیں۔ اپنی نوجوان نسل کی عمدہ رنگ میں تربیت کریں، ان کو نظامِ جماعت کا تعارف کروائیں اور جماعت کے ساتھ منسلک کریں۔ آپ میں سے ہر ایک اپنے ایمان واعتقاد میں اضافے کی کوشش کرے۔

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یاد رکھو کہ اس سلسلہ میں داخل ہونے سے دنیا مقصود نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو...... دنیا اور اس کے اغراض اور مقاصد کو بالکل الگ رکھو۔ ان کو دین کے ساتھ ہرگز نہ ملاؤ۔ کیونکہ دنیا فنا ہونے والی چیز ہے اور دین اور اُس کے ثمرات باقی رہنے والے۔ دنیا کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر آن اور ہر دم میں ہزاروں موتیں ہوتی ہیں۔ مختلف قسم کی وبائیں اور امراض دنیا کا خاتمہ کر رہی ہیں...... کسی کو کیا معلوم ہے کہ کون کب تک زندہ رہے گا۔ جب موت کا پتہ نہیں کہ کس وقت آجائے گی پھر کیسی غلطی اور بے ہودگی ہے کہ اس سے غافل رہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ آخرت کی فکر کرو۔ جو آخرت کی فکر کرے گا، اللہ تعالیٰ دنیا میں اس پر رحم کرے گا۔‘‘

فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب انسان مومن کامل بنتا ہے تو وہ اُس کے اور اُس کے غیر میں فرق رکھ دیتا ہے۔ اس لیے پہلے مومن بنو اور یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ بیعت کی خالص اغراض کے ساتھ جو خدا ترسی اور تقویٰ پر مبنی ہیں، دنیا کے اغراض کو ہرگز نہ ملاؤ۔ نمازوں کی پابندی کرو اور توبہ استغفار میں مصروف رہو۔ نوعِ انسان کے حقوق کی حفاظت کرو اور کسی کو دُکھ نہ دو۔ راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کا فضل کر دے گا۔ عورتوں کو بھی اپنے گھروں میں نصیحت کرو کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور ان کو گلہ شکوہ اور غیبت سے روکو۔ پاکبازی اور راستبازی اُن کو سکھاؤ۔‘‘

فرمایا: ’’ہماری طرف سے صرف سمجھانا شرط ہے۔ اس پر عملدرآمد کرنا تمہارا کام ہے۔ پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو...... نماز دعا ہی کا نام ہے۔ اس لیے اس میں دعا کرو کہ وہ تم کو دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچاوے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اپنے بیوی بچوں کیلئے بھی دعا کرو۔ نیک انسان بنو اور ہر قسم کی بدی سے بچتے رہو۔‘‘

(ملفوظات جلد نمبر 6، صفحہ 145 تا 146)

پس ہر احمدی اپنے اہل وعیال کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ کرے۔ اپنے بچوں کو دین سے جوڑیں اور یہ تب ہی ممکن ہے جب آپ اپنا نیک نمونہ پیش کر رہے ہوں گے اور خدا تعالیٰ کے حضور اپنی تضرعات پیش کر رہے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس زمانہ کے امام کو پہچاننے اور اس جماعت میں شامل ہونے کی توفیق بخشی ہے اور آپ کے بعد ہمیں خلافت کی نعمت سے نوازا ہے اور عہدِ بیعت کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اب آپ کا فرض ہے کہ اپنے اس عہدِ بیعت کو کامل اطاعت اور پوری وفاداری کے ساتھ نبھانے کی کوشش کریں۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کریں اور جہاں اللہ تعالیٰ کے حق ادا کریں، اس کے بندوں کے بھی حق ادا کرنے والے ہوں۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ کامل اطاعت کا نمونہ دکھائیں۔ اپنی نسلوں کے دلوں میں بھی خلافت کی محبت پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

والسلام خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 1/اکتوبر 2021)

مَیں چاہتا ہوں کہ وہاب آدم سٹوڈیو صرف گھانا کا ہی نہیں بلکہ پورے افریقہ میں بہترین سٹوڈیو بنے

ایم ٹی اے انٹرنیشنل گھانا کے سٹاف اور رضا کاران کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے آن لائن ملاقات

مورخہ 20/مارچ 2021ء کو ایم ٹی اے انٹرنیشنل وہاب آدم سٹوڈیو گھانا کے کارکنان اور رضا کاران نے امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ورچوئل ملاقات کرنے کی سعادت پائی۔ اس موقع پر ڈائریکٹر ایم ٹی اے افریقہ مکرم عمر سفیر صاحب بھی موجود تھے۔ حضور انور نے اسلام آباد ٹلفورڈ میں اپنے دفتر میں تشریف فرما تھے جبکہ ممبران وہاب آدم سٹوڈیو بُستانِ احمد عکرہ میں تھے۔ یہ ملاقات 65 منٹ تک جاری رہی۔ تمام ممبران کو اپنے اپنے شعبہ جات کے متعلق گفتگو کرنے اور حضور انور سے رہنمائی لینے کا موقع ملا۔

دعا کے بعد حضور انور نے ایم ٹی اے گھانا کے کوآرڈینیٹر، حافظ اسماعیل ایڈوسئی صاحب سے فرمایا کہ آپ نے جو پیش کرنا ہے پیش کیجیے۔ اس پر افریقہ میں قائم شدہ ایم ٹی اے کے 10 سٹوڈیوز پر تیار شدہ دستاویزی فلم حضور کو دکھائی گئی۔

اس کے بعد حافظ اسماعیل ایڈوسئی صاحب نے حضور انور کی اجازت سے وہاب آدم ایم ٹی اے گھانا کے متعلق تیار کی گئی ایک دستاویزی فلم دکھائی۔ یہ دستاویزی فلم دکھانے کے بعد حضور انور کو وہاب آدم سٹوڈیو کا معائنہ کروایا گیا۔ جب حضور انور کو استقبالیہ دکھایا گیا تو حضور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا کہ وہاب آدم سٹوڈیو کا استقبالیہ تو ایم ٹی اے سٹوڈیو، یو.کے کے استقبالیہ سے بھی اچھا ہے۔

حضور انور نے ایم ٹی اے سٹوڈیو کے رقبے کے متعلق بھی خوشنودی کا اظہار فرمایا اور استفسار فرمایا کہ آیا یہ سارا رقبہ ایم ٹی اے کا ہے؟ ملحقہ عمارت دیکھنے پر استفسار فرمایا کہ کیا یہ عمارت بھی جماعت کی ہے؟ اس پر حافظ اسماعیل ایڈوسئی صاحب نے عرض کی کہ یہ ان کی رہائش گاہ ہے جو ان کے والد الحاج ڈاکٹر یوسف احمد ایڈوسئی صاحب مرحوم کی ملکیت ہے۔

اس معائنہ کے بعد حضور انور نے ایم ٹی اے گھانا وہاب آدم سٹوڈیو کے کارکنان اور رضا کاران سے بات چیت کی۔ حضور انور نے پروگرام تیار کرنے کے قائمقام انچارج عبدالخلیق صاحب سے فرمایا کہ interactive پروگرامز زیادہ بنائے جائیں۔ زیادہ سے زیادہ براہِ راست پروگرام پیش کیے جائیں کیونکہ لوگ ان میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں۔

حضورِ انور نے مکرم مرزا صالح صاحب سے جو گرافکس ڈیپارٹمنٹ سے ہیں فرمایا کہ fillers بہت سی افریقن زبانوں میں بنائے جائیں جیسے اشانٹی، فانٹی، گونجا، یوروبا، ہاؤسا، کریول وغیرہ۔

حضور نے مزید فرمایا کہ fillers قرآنی آیات، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات پر اور خلفائے احمدیت کے فرمودات پر مشتمل ہوں۔

حضورِ انور نے MCR یعنی ٹرانسمیشن آپریٹر مکرم یعقوب بوابنگ صاحب سے فرمایا کہ ٹرانسمیشن بہت حساس حصہ ہے لہٰذا MCR آپریٹرز کو بہت توجہ اور احتیاط سے اپنے فرائض سرانجام دینے چاہئیں کیونکہ جو وہ پیش کریں گے لوگ وہی دیکھیں گے۔ حضور انور نے 72 سالہ Mr.Affum صاحب کو فرمایا کہ اپنا وقت اور مہارت رضا کارانہ طور پر ایم ٹی اے کیلئے استعمال کیا کریں۔ حضور انور نے پرمسرت لہجہ میں انہیں یہ بھی فرمایا کہ وہ اپنے ظاہری ڈیل ڈول سے اپنی عمر سے بہت چھوٹے لگتے ہیں۔

حضور انور نے مکرم عبد الصمد عیسیٰ صاحب جو کہ Real Talk Africa پروگرام چلاتے ہیں سے استفسار فرمایا کہ وہ کتنے پروگرام بنا چکے ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ کورونا کی وجہ سے کوئی پروگرام نہیں بنا سکے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کورونا کو کام نہ کرنے کا بہانہ نہیں بنانا چاہیے۔ Real Talk Africa کا پروگرام آن لائن بھی کیا جاسکتا ہے۔ حضور نے یہی نصیحت Inspirational Africans کے پروڈیوسر مکرم عبدالرقیب صاحب کو بھی کی۔ حضور نے مکرم عبدالمومن مسلم صاحب جو کہ Story Times with Kids کے پروڈیوسر ہیں سے فرمایا کہ جرمن سٹوڈیو نے بچوں کیلئے عمدہ پروگرام بنائے ہیں۔ ایم ٹی اے گھانا کو وہ پروگرامز دیکھنے چاہئیں اور پھر اگر پسند کریں تو ان جیسے پروگرامز بنائیں یا پھر ان سے سوچ اخذ کر کے افریقن معاشرے کے حساب سے پروگرام بنائیں۔ حضور نے فرمایا کہ آج کل میڈیا کی وجہ سے بچے بہت سی چیزوں کو جانتے ہیں۔ چنانچہ ایسے پروگرام بنائے جائیں جو ان کیلئے علمی ہوں اور عصرِ حاضر کے مسائل پر بھی روشنی ڈالیں۔

مکرم حنیف بپُوا صاحب سے جو کہ کماسی میں ایم ٹی اے گھانا کے نمائندہ ہیں اور اشانٹی ریجن کے ایجوکیشن یونٹ کے کارکن ہیں حضور انور نے استفسار فرمایا کہ ریجن میں احمدی سکول کتنے ہیں اور بالخصوص سینٹرل مسجد کماسی کے قریب واقع احمدیہ سکول کے متعلق استفسار فرمایا۔ حنیف بپُوا صاحب نے بتایا کہ سکول تو ابھی بھی ہے مگر پڑھائی بہت اچھی نہیں۔ اس سلسلہ میں بعض سرکاری افسران سے بھی رابطہ کیا گیا ہے تاکہ سکول میں مزید تعمیراتی کام کیا جائے۔

اس پر حضور انور نے قیمتی نصائح اور رہنمائی سے نوازا۔

شیڈیولنگ ٹیم سے حضور انور نے فرمایا کہ شیڈیولنگ ٹیم کے پاس ہمیشہ ایک ایمرجنسی پلان بھی ہونا چاہیے تاکہ خدانخواستہ اگر پروگرامنگ ڈیپارٹمنٹ کوئی پروگرام مہیا نہ کر سکے تو اس کا متبادل پروگرام موجود ہو۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا: مَیں چاہتا ہوں کہ وہاب آدم سٹوڈیو صرف گھانا کا ہی بہترین سٹوڈیو نہ ہو بلکہ پورے افریقہ میں بہترین سٹوڈیو بنے۔

حضورِ انور سے سوال کیا گیا کہ نوجوانوں کو دنیاوی چینلز سے جن میں entertainment دی جاتی ہے سے کیسے دور لے جا کر اپنی طرف لائیں؟

حضورِ انور نے فرمایا کہ آج کل لوگوں کا رجحان مادیت کی طرف ہے۔ چنانچہ یہ تو ظاہر ہے کہ وہ ان چینلز کی طرف توجہ کریں گے جن میں انہیں موسیقی اور رقص وغیرہ دیکھنے کو ملتا ہے جو ہم ایم ٹی اے پر نہیں دکھا سکتے۔ تاہم ہمیں اچھے اور جاذب پروگرامز بنانے چاہئیں تاکہ لوگ اس طرف کھنچیں۔ آپ کو اس کے متعلق تحقیق کرنی چاہیے۔ ایک سوالنامہ تیار کریں اور مختلف علاقوں میں تقسیم کریں، مختلف شہروں میں اور مختلف پسِ منظر رکھنے والے لوگوں میں تاکہ آپ جان سکیں کہ لوگ دینی اور حالاتِ حاضرہ پر مشتمل پروگرامز میں کیا دیکھنا چاہتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جائزہ لیا جائے کہ کتنے گھانین ایم ٹی اے دیکھتے ہیں، وہ کون کون سے پروگرام دیکھتے ہیں۔ اور یہ بھی جائزہ لیا جائے کہ مختلف علاقوں میں کون کون سے پروگرام دیکھے جاتے ہیں۔ آخر پر ڈائریکٹر صاحب نے حضور انور سے اجازت چاہی کہ جن آپریٹرز کو بات کرنے کا موقع نہیں ملا وہ آگے آ کے بیٹھ جائیں اور حضور انور سے سلام عرض کر سکیں۔ چنانچہ main کیمرہ مین بھی آئے، سلام عرض کیا اور یوں پروگرام کا اختتام ہوا۔ الحمدللہ

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 20/اپریل 2021)

سب کو میرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پہنچادیں اور ساتھ یہ بھی کہہ دیں کہ اپنے ایمان پہ قائم رہنا

مشکل حالات آتے ہیں، پریشانیاں آتی ہیں، تکلیفیں آتی ہیں، اس کو کبھی اپنے دین پہ حاوی نہ ہونے دینا اور ہمیشہ ہر مشکل اور ہر تکلیف کے وقت اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا کسی انسان سے کسی قسم کی امید نہ رکھنا

اپنی اور اپنے بچوں کی اور اپنی نسل کی تربیت کیلئے عہد کرو کہ ہم نے انہیں نیک اور صالح بنانا ہے اور صحیح مومن بنانا ہے

ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر ہماری عورتوں کی اصلاح ہو جائے اور ہماری عورتیں نیک ہو جائیں، ہماری عورتیں تقویٰ کے معیاروں کو حاصل کرنے لگیں تو ہماری نسلیں انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ ہو جائیں گی، پھر ہمیں کوئی فکر نہیں ہوگی، یہی میرا پیغام سب لجنہ اماء اللہ کو اور سب ناصرات کو ہے جنہوں نے آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ مائیں بننا ہے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے اہم سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 19)

سوال: ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اگر ہم اچھے کام کریں گے تو جنت کا وعدہ ہے اور اگر بُرے کام کریں گے تو جہنم میں جانا پڑے گا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا کیا فائدہ ہے؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 4؍فروری 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: بنیادی طور پر یہ سوال ہی درست نہیں ہے کیونکہ اسلام کی ہرگز یہ تعلیم نہیں کہ انسان جنت کی لالچ سے نیکیاں بجالائے یا جہنم کے خوف سے بُرائیوں سے بچے۔ ایسا ایمان جو کسی لالچ یا کسی خوف سے ہو وہ کمزور ایمان ہوتا ہے۔ مخلوق کا اپنے خالق سے ایسا مضبوط تعلق ہونا چاہیے جو بہشت کی طمع یا دوزخ کے خوف سے پاک ہو۔ بلکہ اگر فرض کر لیا جائے کہ نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے تب بھی انسان اپنے ربّ کی عبادت میں، اس کی محبت اور اطاعت میں ذرہ بھر بھی فرق نہ آنے دے۔ اسی لیے قرآن وحدیث میں خالق اور مخلوق کے تعلق کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کو اختیار کر کے اس کا حقیقی عبد بنے اور اس کے ہر قول وفعل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول پیش نظر ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس مضمون کو کئی جگہوں پر بیان فرمایا ہے۔ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد19، صفحہ 21)

پس اللہ اور بندے کا تعلق، عاشق اور معشوق والا تعلق ہے۔ کوئی عاشق اپنے معشوق سے یہ نہیں کہتا کہ میں تجھ پر اس لیے عاشق ہوں کہ تو مجھے اتنا روپیہ یا فلاں فلاں شے دے دے۔ ہرگز نہیں۔ اس کا عشق تو ہر قسم کے طمع اور لالچ سے پاک ہوتا ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان باتوں سے اللہ تعالیٰ کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ ہر قسم کے فائدہ یا نقصان سے پاک ذات ہے۔ اس نے انسان کو یہ تعلیم انسان ہی کے فائدہ کیلئے دی ہے۔ اسی لیے وہ فرماتا ہے کہ ’’جو شخص شکر کرتا ہے اسکے شکر کا فائدہ اسی کی جان کو پہنچتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو یقیناً اللہ بے نیاز ہے (اور) بہت صاحب تعریف ہے۔‘‘ (سورۂ لقمان:13)

یہ سوال ایسا ہی ہے، جیسے کوئی کہے کہ ایک ماں کے اپنے بچے کو دودھ پلانے اور بچہ کے بیمار ہونے پر اسے کڑوی دوائی پلانے میں اس ماں کا کیا فائدہ ہے؟ یا ایک استاد کے پڑھائی کرنے والے شاگرد کو پاس کرنے اور پڑھائی نہ کرنے والے شاگرد کو فیل کرنے میں اس استاد کا کیا فائدہ ہے؟

پس جس طرح ان امور میں ماں اور استاد کا کوئی فائدہ یا نقصان نہیں بلکہ اس بچہ اور شاگرد کا فائدہ اور نقصان ہے اسی طرح اللہ اور بندہ کے معاملہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی فائدہ یا نقصان نہیں بلکہ الٰہی احکامات کی بجا آوری میں انسان کا فائدہ اور ان احکامات کی حکم عدولی میں انسان ہی کا نقصان ہے۔

سوال: ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتابوں میں Complicated باتیں کیوں بیان کی ہیں اور سب کچھ آسان اور واضح انداز میں کیوں نہیں بتا دیا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ بعد میں اختلافات ہونے ہیں؟ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 4؍فروری 2020ء میں اس سوال کا درج ذیل الفاظ میں جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: اصل میں اعلیٰ درجے کے ایمان کے لیے آزمائش شرط ہوتی ہے۔ اسی لیے سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات میں ہدایت پانے والے اور کامیابی حاصل کرنے والے متقیوں کی ایک نشانی یہ بیان فرمائی کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ پس ایمان ہمیشہ اسی صورت میں مفید ہوتا ہے جب اس میں کوئی اخفا کا پہلو ہوتا کہ مومن اور غیر مومن کا فرق واضح ہو سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس اخفا کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’پیشگوئی میں کسی قدر اخفاء اور متشابہات کا ہونا بھی ضروری ہے اور یہی ہمیشہ سے سنت الٰہی ہے......اگر آنحضرت ﷺ کے متعلق جو پیشگوئیاں تورات اور انجیل میں ہیں وہ نہایت ظاہر الفاظ میں ہوتیں ......تو پھر یہودیوں کو آپ کے ماننے سے کوئی انکار نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو آزماتا ہے کہ ان میں متقی کون ہے جو صداقت کو اس کے نشانات سے دیکھ کر پہچانتا ہے اور اس پر ایمان لاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد نہم صفحہ 283، ایڈیشن 1984ء)

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ بنگلہ دیش کی Virtual ملاقات مورخہ 14؍نومبر 2020ء میں ایک لجنہ ممبر نے حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ چھوٹے بچوں والی ماؤں کو نماز کے وقت بچے کو ساتھ لے کر یا گود میں اٹھا کر نماز پڑھنا پڑتی ہے۔ اس وقت فطرتاً نماز سے زیادہ بچے کی طرف توجہ رہتی ہے۔ اس سے ہم نماز کی فضیلت سے محروم تو نہیں ہو رہی ہوتیں؟ حضور نے فرمایا:

جواب: نہیں محروم نہیں ہو رہی ہوتیں۔ لیکن آپ یہ کیا کریں کہ جب بچہ روتا ہے تو اس کو گود میں اٹھا لیا اور نماز پڑھ لی اور پھر جب سجدہ میں گئے تو بچہ کو ایک سائیڈ پر بٹھا دیا پھر نماز پڑھ لی۔ یہ تو اضطراری حالت ہے اللہ تعالیٰ دلوں کا حال جانتا ہے۔ کیونکہ آپ نیک نیتی سے نماز پڑھ رہی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کا ثواب دیتا ہے۔ لیکن نماز کا وقت آپ کے پاس کافی ہوتا ہے۔ فجر کے وقت تو بچے عموماً سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ یا فیڈر یا دودھ دے کے، یا فیڈ دے کے اس کو سُلا کے آپ آرام سے فجر کی نماز پڑھ سکتی ہیں۔ عام طور پہ کوشش یہ کریں کہ بچہ کو سلانے کے بعد یا بچہ کو فیڈ دے دی ہے تو پھر اس کے بعد اس کو لٹا کے اگر وقفہ ہے تو پھر آرام سے نماز پڑھیں۔ اور اگر وقفہ تھوڑا ہے مثلاً سورج ڈوب رہا ہے یا فجر کی نماز پہ سورج نکل رہا ہے تو پھر مجبوری ہے کہ جلدی جلدی نماز پڑھ لینی ہے۔ یا آپ کی عصر کی نماز سورج ڈوبنے کی وجہ سے ضائع ہو رہی ہے تو جلدی سے پڑھ لیں۔ لیکن عموماً کوشش یہ کریں کہ بچہ سے فارغ ہونے کے بعد اس کو سلا کے، لٹا کے آپ اپنی نماز پڑھ لیں۔ لیکن اگر مجبوری میں آپ کو بچہ کو گود میں لے کے پڑھنی بھی پڑتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اس میں کوشش کریں کہ جتنی زیادہ توجہ آپ نماز کی طرف قائم کر سکتی ہیں قائم رکھیں، نماز کے جو الفاظ ہیں ان پہ غور کرتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ثواب دینے والا ہے، اللہ تعالیٰ رحمٰن، رحیم ہے اور بخشش کرنے والا بھی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ یہ ظلم نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کو ساری صورت حال پتہ ہے۔ لیکن اگر ساری کوششوں کے باوجود کسی عورت کے پاس وقت نہیں رہتا اور اس کو بچہ کو گود میں لے کے نماز پڑھنا مجبوری ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ثواب دینے والا ہے، دیتا ہے۔

سوال: اسی ملاقات میں ایک لجنہ ممبر نے دریافت کیا کہ کئی دفعہ شادی کے بعد لڑکیاں اپنا نام بدل کر خاوند کے نام کے ساتھ ملا کر رکھ لیتی ہیں۔ اسلامی نظریہ کے مطابق ایسا کرنا جائز ہے؟ حضور انور نے اس سوال کے جواب میں فرمایا:

جواب: کوئی حرج نہیں ہے۔ رکھ لیتی ہیں تو کیا ہو گیا؟ اب ان کی جو پہچان ہے سرکاری کاغذوں میں، تو مجبوری ہے۔ بعض دفعہ سرکاری کاغذوں میں ایک نام مثلاً عطیہ بابر کسی نے اپنے باپ کے نام سے نام رکھا ہوا ہے۔ تو جب اس کی شادی ہو جائے گی، اس کی رجسٹریشن ہو جائے گی تو رجسٹریشن میں، اس کے نکاح فارم یا سرکاری کاغذوں میں اس کا نام عطیہ مبشر کے نام سے اگر آ جائے گا، بابر کی جگہ مبشر آ جائے گا تو اس میں کیا حرج ہے؟ کوئی حرج نہیں اس میں۔ اسلام میں اس کی بالکل اجازت ہے کہ خاوند کے نام سے نام رکھ لیا جائے۔ اصل نام اس کا عطیہ ہے۔ دوسرا نام تو پہچان کے لیے رکھا ہوا ہے، پہلے باپ اس کی پہچان تھا اب شادی کے بعد خاوند اس کی پہچان ہو گیا۔ بلکہ اچھی بات ہے جو خاوند کی پہچان کے ساتھ نام رکھیں گے تو خاوند کو اپنی بیوی کی عزت کا خیال رہے گا اور بیوی کو اپنے خاوند کی عزت کا خیال رہے گا۔ اور دونوں میں اس سے پیار اور تعلق زیادہ قائم ہوگا۔ اس لیے خاوند کے نام سے نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: اسی ملاقات میں ایک لجنہ ممبر کا سوال پیش ہوا کہ ان Pandemic حالات میں ہم پہلے کی طرح تبلیغ نہیں کر پا رہی ہیں۔ اب ان حالات میں ہم کس طرح اپنے کام کو جاری رکھ سکتی ہیں۔ حضور اس معاملہ میں ہماری راہ نمائی فرما دیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے جواب میں فرمایا:

جواب: اب مجبوری ہے باہر تو نکل نہیں سکتے۔ بعض ملکوں میں حکومت کی طرف سے کووڈ کی وجہ سے Social Distancing اور بعض دوسری چیزوں کی بعض پابندیاں ہیں۔ لیکن اس میں آن لائن اپنے ذاتی رابطے کیے جا سکتے ہیں۔ جنہوں نے کام کرنا ہوتا ہے انہوں نے سوشل میڈیا پہ آن لائن تبلیغ کیلئے پروگرام بنا لیے ہیں۔ اگر آپ کا تبلیغ ڈیپارٹمنٹ سوشل میڈیا پہ کوئی ویب سائٹ بنا لیتا ہے تو اس پہ لجنہ تبلیغ کر سکتی ہیں، ساری لجنہ شامل ہو سکتی ہیں۔ پھر اپنے Contacts کو فون کر کے یا سوشل میڈیا کے ذریعہ سے Message بھیج کے تبلیغ کر سکتی ہیں۔ اسلام کی تعلیم کے بارے میں کوئی اچھا Message کوئی اچھا Quote بھیج دیا۔ اس سے پھر آہستہ آہستہ رستے کھلتے ہیں۔ تو ان حالات میں بھی تبلیغ کرنے کے نئے نئے رستے Explore ہو سکتے ہیں، وہ تو خود کوشش کر کے Explore کرنے چاہئیں۔ ٹھیک ہے؟

سوال: اسی ملاقات میں ایک لجنہ ممبر نے حضور سے دریافت کیا کہ شادی کے معاملے میں دین کو ترجیح دینے کی بات کی گئی ہے۔ مگر آج کل لوگ خوبصورتی اور دوسری خصوصیات کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں جس وجہ سے جماعت کی کافی نیک اور دینی لڑکیوں کی شادی نہیں ہو رہی، اس

بارے میں حضور سے راہنمائی کی درخواست ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

جواب دیکھیں ہم نے تو کوشش کرنی ہے اور میں تو کوشش کرتا رہتا ہوں۔ لڑکوں کو بھی سمجھاتا رہتا ہوں۔ یہ بالکل صحیح بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہی فرمایا ہے کہ تم لوگ جو کسی سے شادی کرتے ہو تو اس کی خصوصیات کی بنا پر کرتے ہو یا اس کا خاندان دیکھتے ہو یا اس کی شکل دیکھتے ہو یا اس کی دولت دیکھتے ہو۔ لیکن ایک مومن جو ہے اس کو ہمیشہ عورت کا دین دیکھنا چاہیے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر لڑکوں میں دین نہیں ہوگا تو وہ لڑکیوں کا دین کس طرح دیکھیں گے؟ تو جو جماعتی نظام ہے اور خدام الاحمدیہ ہے، میں ان کو بھی کہتا ہوں کہ لڑکوں میں دینداری پیدا کرو۔ جب لڑکوں میں دینداری پیدا ہوگی تو پھر وہ یقیناً ایسی لڑکیوں سے شادی کرنے کی کوشش کریں گے جو دیندار ہوں۔ تو یہ تربیت کا معاملہ ہے اور اس طرف میں جماعت کو بھی توجہ دلاتا رہتا ہوں اور خدام الاحمدیہ کو بھی توجہ دلاتا رہتا ہوں اور انصار اللہ کو بھی توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ لیکن لجنہ کا کام یہی ہے کہ وہ خود بھی کوشش کریں، جو بڑی عمر کی لجنہ ممبرات ہیں، مائیں ہیں وہ بھی اپنے بچوں اور لڑکوں کی تربیت کریں، ان کو توجہ دلائیں کہ تم نے نیک اور دیندار لڑکی سے شادی کرنی ہے۔ اگر مائیں اپنا کردار ادا کریں گی تو یقیناً ان کے لڑکے بھی دیندار لڑکیوں سے شادی کریں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب لڑکے کی شادی کا معاملہ آتا ہے تو مائیں کہتی ہیں کہ ہمارا بچہ جو ہے ہم اس کی شادی اپنی مرضی سے کریں گے اور جب لڑکیوں کی عمر گزر رہی ہوتی ہے اور لڑکیوں کے رشتے نہیں ملتے، جب وہ بڑی ہو جاتی ہیں، تو پھر مائیں اور باپ کہتے ہیں کہ جماعت ان کی شادی کروا دے۔ حالانکہ دونوں کو جماعت کے سپرد کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ دیندار لڑکے اور دیندار لڑکیاں آپس میں مل کر شادیاں کریں تاکہ جماعت کے اندر ہی لڑکے اور لڑکیاں رہیں اور آئندہ بھی نیک اور دیندار نسل پیدا ہوتی رہے۔ تو یہ تو کوشش ہے، مردوں کی بھی اور عورتوں کی بھی مشترکہ کوشش ہے، جو مل کے کرنی چاہیے۔ اس میں ماؤں کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہیے اور باپوں کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اس کیلئے میں کوشش بھی کرتا ہوں، میں توجہ بھی دلاتا ہوں، دعا بھی کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔

سوال اسی ملاقات میں ایک سوال حضور انور کی خدمت اقدس میں یہ پیش ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کونسا امر سب سے پسندیدہ اور کونسا امر سب سے ناپسندیدہ ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بارے میں فرمایا:

جواب بات یہ ہے کہ ہر ایک کے حالات کے مطابق عمل ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا کہ کونسی نیکی ہے جو میں اختیار کروں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم اپنے ماں باپ کی خدمت کرو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ ایک دوسرا شخص آیا اس نے کہا کونسی نیکی ہے جو میں کروں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم مالی قربانی کرو، یہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ تیسرا شخص آیا اس نے کہا بتائیں کونسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے جو میں کروں۔ آپؐ نے کہا اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ اسی طرح چوتھا شخص آیا اسکو ایک اور بات بتائی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے حالات جانتے تھے اور پتہ تھا کہ کس کس میں کون کون سی کمزوریاں ہیں۔ کچھ ان کے حالات جاننے کی وجہ سے پتہ ہوں گی، کچھ اللہ تعالیٰ بھی راہنمائی کرتا ہوگا۔ تو ہر ایک کے حالات کے مطابق عمل ہوتا ہے۔ یہ انسان کو خود جائزہ لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سات سو احکام دیے ہیں۔ نیکیاں بھی بتائی ہیں، نواہی بھی بتائے ہیں۔ یہ بھی بتایا ہے کہ کیا کام کرنے ہیں اور کیا منع ہیں۔ اوامر کیا ہیں اور نواہی کیا ہیں۔ کرنے والے کام کیا ہیں اور نہ کرنے والے کام کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی لسٹ بتا دی۔ اب خود انسان کو یہ دیکھنا چاہیے کہ میرے میں کونسی کمزوری ہے جس کو میں دور کروں اور کونسی نیکی ہے جو میں نہیں کرتا اس کو میں کروں۔ تو اگر ہر ایک اپنا جائزہ لے کر خود یہ کرے تو اصلاح پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لیے اپنے نفس سے فتویٰ لینا چاہیے۔ ہر ایک فتویٰ Black and White میں ظاہر نہیں ہو جاتا۔ اصولی طور پر یہی حکم ہے کہ اپنی کمزوریوں کو تلاش کرو اور ان کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ اور نہ صرف کمزوریاں دور کرو بلکہ نیکی بھی کرو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے جو بنیادی اصول بتا دیا وہ یہ بتا دیا کہ تمہارے دو کام ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو، اس کی عبادت کا حق ادا کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق صحیح طرح ادا کیا جائے تو اللہ تعالیٰ پھر انسان کو توفیق دیتا ہے کہ وہ نیکیاں ہی کرتا رہے۔ کیونکہ اس کی عبادت کا حق ادا ہو رہا ہوتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس کے بندوں کا حق ادا کرو۔ جب انسان اس کے بندوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر کسی سے برائی نہیں کرتا اور پھر مزید نیکیوں کی بھی توفیق ملتی چلی جاتی ہے۔ یہ دونوں چیزیں آپس میں ملی ہوئی ہیں۔ تو بنیادی چیز یہی ہے کہ اللہ کا حق ادا کرو اور بندوں کا حق ادا کرو۔ باقی انسان تفصیلات میں جائے تو اپنا خود جائزہ لے، اپنے ضمیر سے دیکھے، پوچھے کہ کیا برائیاں ہیں جو میں نے چھوڑنی ہیں اور کیا نیکیاں ہیں جو میں نے کرنی ہیں۔ باقی یہ بھی ہے کہ ایک شخص آیا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا کہ میں اتنا نیک نہیں ہوں، میرے میں بہت ساری برائیاں ہیں۔ آپ مجھے ایک برائی بتا دیں جو میں چھوڑ دوں، باقی میں ابھی نہیں چھوڑ سکتا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اچھا تم یہ عہد کر لو کہ تم نے جھوٹ نہیں بولنا، ہمیشہ سچ بولنا ہے۔ جب اس نے ہمیشہ سچ بولنے کا ارادہ کیا تو ہر دفعہ جب کوئی برائی کرنے لگتا تھا تو اسے خیال آتا تھا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا کہ تم نے یہ برائی کی ہے تو اگر میں سچ بولوں گا تو شرمندگی ہوگی، جھوٹ بولوں گا تو میں نے وعدہ کیا ہے کہ میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اس طرح آہستہ آہستہ اس کی ساری برائیاں ختم ہو گئیں۔ تو انسان کو خود دیکھنا چاہیے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو شرک کے برابر قرار دیا ہے۔ اس لیے انسان کو جائزہ لینا چاہیے کہ میں نے چھوٹی سے چھوٹی بات پہ بھی جھوٹ نہیں بولنا کیونکہ یہ شرک ہے اور اللہ تعالیٰ کو شرک ناپسند ہے۔ تو یہ بہت ساری باتیں ہیں جو ہر ایک کے حالات کے مطابق مختلف ہوتی ہیں۔ اس لیے خود جائزہ لے لیں کہ کیا کمی ہے۔ لیکن بنیادی اصول یہی ہے کہ اللہ کا حق ادا کرو اور بندوں کا حق ادا کرو اور جب کوئی کام کرنے لگو تو یہ دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ جب یہ یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے، میرے ہر کام کو دیکھ رہا ہے تو پھر انسان برائی سے رُکے گا اور نیکیاں کرے گا۔

سوال اسی Virtual ملاقات مورخہ 14/نومبر 2020ء میں صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بنگلہ دیش نے حضور کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضور بنگلہ دیش کی لجنہ اور ناصرات کیلئے کوئی پیغام ارشاد فرما دیں جو اس میٹنگ کے بعد وہ سب کو پہنچا دیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جواب سب کو میرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پہنچا دیں اور ساتھ یہ بھی کہہ دیں کہ اپنے ایمان پہ قائم رہنا۔ مشکل حالات آتے ہیں، پریشانیاں آتی ہیں، تکلیفیں آتی ہیں، اس کو کبھی اپنے دین پہ حاوی نہ ہونے دینا۔ اور ہمیشہ ہر مشکل اور ہر تکلیف کے وقت اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا۔ اور کسی انسان سے کسی قسم کی امید نہ رکھنا۔ اور اپنی اور اپنے بچوں کی اور اپنی نسل کی تربیت کیلئے عہد کرو کہ ہم نے انہیں نیک اور صالح بنانا ہے اور صحیح مومن بنانا ہے۔ اور اگر یہ دعا کریں گی اور اپنے بچوں کیلئے کوشش کریں گی تو ظاہر ہے کہ خود بھی اس کیلئے کوشش کرنی پڑے گی۔ اس لیے اپنی اصلاح کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دیں تاکہ آئندہ نیک نسلیں پیدا ہوتی رہیں۔ اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر ہماری عورتوں کی اصلاح ہو جائے اور ہماری عورتیں نیک ہو جائیں، ہماری عورتیں تقویٰ کے معیاروں کو حاصل کرنے لگیں تو ہماری نسلیں انشاء اللہ تعالیٰ محفوظ ہو جائیں گی، پھر ہمیں کوئی فکر نہیں ہوگی۔ یہی لجنہ اماء اللہ کا کام ہے اور یہی میرا پیغام سب لجنہ اماء اللہ کو اور سب ناصرات کو ہے جنہوں نے آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ مائیں بننا ہے۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 20/جولائی 2021)

نماز جنازہ غائب

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 14/ستمبر 2021ء بروز منگل 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ، یو.کے) میں مسرور ہال کے باہر تشریف لاکر **مکرم لئیق احمد طاہر صاحب ابن مکرم نذیر احمد صاحب (سابق مربی سلسلہ نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ حال یو.کے)** کی نماز جنازہ پڑھائی۔

آپ 8/ستمبر 2021ء کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا حضرت چوہدری اکبر علی صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ مرحوم کا تعلق کنری سندھ سے تھا۔ آپ نے میٹرک کے بعد اپنی زندگی وقف کی۔ 12/ستمبر 1970ء کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہوئے اور 30/اپریل 1978ء کو شاہد کا امتحان پاس کیا۔ یکم مئی 1978ء کو آپ کا تقرر بطور مبلغ ہوا اور 30/جون 2021ء تک آپ نے نظارت اصلاح وارشاد، وکالت تبشیر اور ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد دعوت الی اللہ کے تحت پاکستان اور غانا میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کا عرصہ خدمت کم وبیش 43 سال پر محیط ہے۔ آپ نے بڑی محنت اور دیانتداری کے ساتھ اپنا وقف نبھایا۔ اللہ تعالیٰ پر بڑا توکل تھا۔ مشکل سے مشکل حالات میں بھی کبھی شکوہ نہ کرتے تھے۔ آپ کچھ عرصہ قبل اپنی اہلیہ کے ہمراہ بیٹی کے پاس یوکے آئے ہوئے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔ آپ نے اپنی دو بیٹیوں کی شادیاں مربیان سے کیں۔ آپ مکرم عنایت اللہ زاہد صاحب (ریٹائرڈ مربی سلسلہ یوکے) کے بہنوئی تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......

شادی خانہ آبادی و درخواست دعا

مورخہ 20/نومبر 2021 کو محترمہ نرگس صاحبہ بنت مکرم علی دراز صاحب آف ننگلہ گھنو کا نکاح مکرم سفیر احمد صاحب ابن مکرم رئیس احمد خان صاحب آف کٹیا کے ساتھ مبلغ ایک لاکھ بیس ہزار روپئے حق مہر پر بمقام ننگلہ گھنو پڑھا گیا۔ اگلے روز مورخہ 21/نومبر 2021 کو دعوت ولیمہ کا اہتمام اودے پور کٹیا میں کیا گیا۔ قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دو خاندان کیلئے یہ رشتہ بابرکت کرے۔ آمین۔

(محمد سعادت اللہ، سابق مربی سلسلہ دعوت الی اللہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

زعم میں ان کے مسیحائی کا دعویٰ میرا ✿ افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہم نے

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں ✿ نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے تقویٰ کا نُور اس کے اندر اور باہر ہو، اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بیجا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو

(ملفوظات، جلد 7، صفحہ 127، ایڈیشن 1984ء)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ ترپور، صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا تعالےٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو، اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے

(ملفوظات، جلد 7، صفحہ 128، ایڈیشن 1984ء)

طالبِ دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری، سابق امیر ضلع و افراد خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

قرآن مجید کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے

(قرآن مجید کی 26 آیات پر اعتراضات کے جوابات)

محمد حمید کوثر، ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ شمالی ہند قادیان

(قسط:8)

اعتراض آیت نمبر:2(d)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قَاتِلُوا الَّذِیۡنَ یَلُوۡنَکُمۡ مِّنَ الۡکُفَّارِ وَلۡیَجِدُوۡا فِیۡکُمۡ غِلۡظَةً ؕ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِیۡنَ (سورۃ التوبہ، سورۃ نمبر 9 آیت نمبر 123)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے اُن قریبیوں سے بھی لڑو جو کفار میں سے ہیں اور چاہیئے کہ وہ تمہارے اندر سختی محسوس کریں اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔

اعتراض آیت نمبر:2(f)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰبَآءَکُمۡ وَاِخۡوَانَکُمۡ اَوۡلِیَآءَ اِنِ اسۡتَحَبُّوا الۡکُفۡرَ عَلَی الۡاِیۡمَانِ ؕ وَمَنۡ یَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡکُمۡ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ (سورۃ التوبہ، سورۃ نمبر 9 آیت نمبر 23)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم اپنے آباء کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ پکڑو اگر انہوں نے ایمان کی بجائے کفر پسند کر لیا ہو۔ اور تم میں سے جو بھی اُنہیں دوست بنائیں گے تو یہی ہیں جو ظالم لوگ ہیں۔

اس سلسلہ میں ایک مثال مہابھارت کی جنگ کی دی جا چکی ہے جس میں کورو اور پانڈو قریبی رشتہ دار تھے مگر کرشن جی مہاراج نے اس جنگ میں پانڈوں کا ساتھ دیا اور کوروں کا مقابلہ کیا۔ کیونکہ حالات کا تقاضا اُس وقت اسی اقدام کو اٹھانے کا تھا۔

یسوع مسیح (علیہ السلام) کے قریبیوں نے جب اُس کا انکار کر دیا اور اُن کی تکذیب کی تو مسیح نے انہیں کہا:

(1) اے سانپوں کے بچو! تم بُرے ہو کر کیونکر اچھی باتیں کہہ سکتے ہو (انجیل متی، باب 12-34)

(2) اے سانپو! اے افعی کے بچو تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے (انجیل متی باب 33/23)

یاد رہے اللہ تعالیٰ جس کسی نبی و رسول کو اپنے زمانے کے لوگوں کی اصلاح کیلئے بھیجتا تھا تو وہ نبی اصلاح کے بہت سے مناسب طریق اختیار کرتا تھا۔ یہ طریق اُن میں سے ایک ہے۔

اعتراض آیت نمبر:2(i)

مَّلۡعُوۡنِیۡنَ ۚۛ اَیۡنَمَا ثُقِفُوۡۤا اُخِذُوۡا وَقُتِّلُوۡا تَقۡتِیۡلًا (سورۃ الاحزاب، سورۃ نمبر 33 آیت نمبر 62)

ترجمہ: (یہ) دھتکارے ہوئے، جہاں کہیں بھی پائے جائیں پکڑ لئے جائیں اور اچھی طرح قتل کئے جائیں۔

اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں: ان آیات میں منافقین اور یہود میں سے اُن فتنہ پردازوں کا ذکر ہے جو مدینہ میں مسلمانوں کے خلاف جھوٹی من گھڑت باتیں پھیلاتے رہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ تُو اُن پر غالب آ جائے گا اور یہ تیرے شہر کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ اُس وقت یہ اللہ کی لعنت کے نیچے ہوں گے اور ایسے حالات ہوں گے کہ جہاں کہیں بھی وہ پائے جائیں اُن کا مؤاخذہ کرنا اور قتل کرنا جائز ہوگا۔

اعتراض آیت نمبر:2(k)

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعۡرَضَ عَنۡهَا ؕ اِنَّا مِنَ الۡمُجۡرِمِیۡنَ مُنۡتَقِمُوۡنَ (سورۃ السجدۃ، سورۃ نمبر 32 آیت 23) **ترجمہ:** اور کون اس سے زیادہ ظالم ہوسکتا ہے جو اپنے ربّ کی آیات کے ذریعہ اچھی طرح نصیحت کیا جائے پھر بھی اُن سے منہ موڑ لے؟ یقیناً ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔

اعتراض آیت نمبر:2(o)

فَلَنُذِیۡقَنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا عَذَابًا شَدِیۡدًا ۙ وَّلَنَجۡزِیَنَّهُمۡ اَسۡوَاَ الَّذِیۡ کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ (سورۃ حم السجدۃ سورۃ نمبر 41 آیت نمبر 28) **ترجمہ:** پس ہم یقیناً اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا سخت عذاب کا مزا چکھائیں گے اور انہیں اُن کے بدترین اعمال کی لازماً جزا دیں گے۔

اعتراض آیت نمبر:2(p)

ذٰلِکَ جَزَآءُ اَعۡدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمۡ فِیۡهَا دَارُ الۡخُلۡدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا یَجۡحَدُوۡنَ (سورۃ حم السجدۃ سورۃ نمبر 41 آیت نمبر 29) **ترجمہ:** یہ ہو کر رہنے والی بات ہے کہ اللہ کے دشمنوں کی جزا آگ ہے۔ اُن کیلئے اس میں دیر تک رہنے کا گھر ہے۔ یہ جزا ہے اسکی جو ہماری آیات کا وہ دانستہ انکار کیا کرتے تھے۔

اعتراض آیت نمبر:2(s)

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ عَلَی الۡقِتَالِ ؕ اِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ عِشۡرُوۡنَ صٰبِرُوۡنَ یَغۡلِبُوۡا مِائَتَیۡنِ ۚ وَاِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ مِّائَةٌ یَّغۡلِبُوۡۤا اَلۡفًا مِّنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا یَفۡقَهُوۡنَ (سورۃ الانفال، سورۃ نمبر 8 آیت 66) **ترجمہ:** اے نبی! مومنوں کو قتال کی ترغیب دے۔ اگر تم میں سے بیس صبر کرنے والے ہوں تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے اور اگر تم میں سے ایک سو (صبر کرنے والے) ہوں تو وہ کفر کرنے والوں کے ایک ہزار پر غالب آجائیں گے کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو کچھ سمجھتے نہیں۔

اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا گیا ہے کہ مومنوں کو قتال کی تحریض کریں۔ اگرچہ وہ تھوڑے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ اپنے سے دس گنا زیادہ تعداد پر غالب آسکتے ہیں۔ لیکن یہ مراد نہیں کہ ہر اکیلا شخص اپنے سے دس گنا زیادہ لوگوں پر غلبہ پالے گا۔ ایک معین تعداد بیان فرمائی گئی ہے کہ اگر سو ہوں تو ہزار پر غلبہ پالیں گے جو عین ممکن ہے۔

اس آیت میں یہ ذکر ہے کہ سردست تمہاری کمزوری کی حالت ہے۔ نہ پوری خوراک میسر ہے نہ ہتھیار میسر ہیں۔ اس لئے تم اگر سو ہو تو دو سو پر غلبہ پاؤ گے۔ لیکن جب تمہارا رعب قائم ہو جائے گا تو آنے والی نسلوں میں ہزار، دس ہزار پر بھی غالب آسکے گا۔ آنے والی نسلوں کیلئے جو بڑی فتح کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے اس کی بنیاد ابتدائی مومنین نے ہی ڈالی تھی۔

اعتراض آیت نمبر:2(n)

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الۡکُفَّارَ وَالۡمُنٰفِقِیۡنَ وَاغۡلُظۡ عَلَیۡهِمۡ ؕ وَمَاۡوٰهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ (سورۃ التحریم، سورۃ نمبر 66، آیت نمبر 10)

ترجمہ: اے نبی! کفار سے اور منافقین سے جہاد کر اور ان کے مقابلہ پر سختی کر۔ اور اُن کا ٹھکانا جہنّم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔

اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ جو جہاد نفس کی خاطر نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا جا رہا ہو اس میں دشمنوں سے قتال کے مقابلہ پر سختی کرنے کا حکم ہے خواہ دل کتنا ہی نرم ہو۔ ایک دوسری آیت سے اس سختی کا فائدہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکے نتیجہ میں، جو قتال میں شامل ہونے والے لوگ نہیں ہیں، وہ بھی ڈر جائیں گے اور ناحق مسلمانوں سے قتال نہیں کریں گے جیسا کہ فرمایا: فَشَرِّدۡ بِهِمۡ مَّنۡ خَلۡفَهُمۡ (الانفال:58)

اعتراض آیت نمبر:2(w)

وَدُّوۡا لَوۡ تَکۡفُرُوۡنَ کَمَا کَفَرُوۡا فَتَکُوۡنُوۡنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوۡا مِنۡهُمۡ اَوۡلِیَآءَ حَتّٰی یُهَاجِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَخُذُوۡهُمۡ وَاقۡتُلُوۡهُمۡ حَیۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡهُمۡ ۪ وَلَا تَتَّخِذُوۡا مِنۡهُمۡ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیۡرًا (سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر 90)

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ کاش تم بھی اُسی طرح کفر کرو جس طرح انہوں نے کفر کیا۔ نتیجۃً تم ایک ہی جیسے ہو جاؤ۔ پس ان میں سے کوئی دوست نہ بنایا کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کریں۔ پس اگر وہ پیٹھ دکھا جائیں تو اُن کو پکڑو اور ان کو قتل کرو جہاں کہیں بھی تم ان کو پاؤ اور ان میں سے کسی کو دوست یا مددگار نہ بناؤ۔

اعتراض آیت نمبر:2(x)

قَاتِلُوۡهُمۡ یُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ بِاَیۡدِیۡکُمۡ وَیُخۡزِهِمۡ وَیَنۡصُرۡکُمۡ عَلَیۡهِمۡ وَیَشۡفِ صُدُوۡرَ قَوۡمٍ مُّؤۡمِنِیۡنَ (سورۃ التوبہ، سورۃ نمبر 9، آیت نمبر 14) **ترجمہ:** ان سے لڑائی کرو۔ اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں سے عذاب دے گا اور انہیں رسوا کر دے گا اور تمہیں ان کے خلاف نصرت عطا کرے گا اور مومن قوم کے سینوں کو شفا بخشے گا۔

اعتراض آیت نمبر:2(z)

وَاقۡتُلُوۡهُمۡ حَیۡثُ ثَقِفۡتُمُوۡهُمۡ وَاَخۡرِجُوۡهُمۡ مِّنۡ حَیۡثُ اَخۡرَجُوۡکُمۡ وَالۡفِتۡنَةُ اَشَدُّ مِنَ الۡقَتۡلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوۡهُمۡ عِنۡدَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوۡکُمۡ فِیۡهِ ۚ فَاِنۡ قٰتَلُوۡکُمۡ فَاقۡتُلُوۡهُمۡ ؕ کَذٰلِکَ جَزَآءُ الۡکٰفِرِیۡنَ (سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2 آیت نمبر 192)

ترجمہ: اور (دورانِ قتال) انہیں قتل کرو جہاں کہیں بھی تم انہیں پاؤ اور انہیں وہاں سے نکال دو جہاں سے تمہیں انہوں نے نکالا تھا۔ اور فتنہ قتل سے زیادہ سنگین ہوتا ہے۔ اور ان سے مسجد حرام کے پاس قتال نہ کرو یہاں تک کہ وہ تم سے وہاں قتال کریں۔ پس اگر وہ تم سے قتال کریں تو پھر تم اُن کو قتل کرو۔ کافروں کی ایسی ہی جزا ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا تمام آیات جن سے کفار پر سختی کرنے کا نتیجہ اخذ کیا گیا ہے۔ اسکے جواب میں حضرت بانی جماعت احمدیہ مسلمہ کی ایک تحریر درج کی جارہی ہے۔ اُس میں مذکورہ آیات اور ان سے مماثل آیات جو قرآن مجید میں ہیں۔ اُن سے منفی نتیجہ اخذ کرنے والوں کیلئے کافی وشافی جواب ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ طور پر مدینہ میں پہنچے۔ اور مدینہ کے اکثر لوگوں نے آپ کو قبول کر لیا۔ اس پر مکّہ والوں کا غضب بھڑکا اور افسوس کیا کہ ہمارا شکار ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور پھر کیا تھا۔ دِن رات انہیں منصوبوں میں لگے کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں اور کچھ تھوڑا گروہ مکّہ والوں کا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا تھا وہ بھی مکّہ سے ہجرت کر کے مختلف ممالک کی طرف چلے گئے۔ بعض نے حبشہ کے بادشاہ کی پناہ لے لی تھی اور بعض مکہ میں ہی رہے۔ کیوں کہ وہ سفر کرنے کیلئے زادِ راہ نہیں رکھتے تھے۔ اور وہ بہت دکھ دیئے گئے۔ قرآن شریف میں اُن کا ذکر ہے کہ کیوں کر وہ دِن رات فریاد کرتے تھے۔

اور جب کفّار قریش کا حد سے زیادہ ظلم بڑھ گیا، اور اُنہوں نے غریب عورتوں اور یتیم بچوں کو قتل کرنا شروع کیا اور بعض عورتوں کو ایسی بے دردی سے مارا کہ اُن کی دونوں ٹانگیں دو رسوں سے باندھ کر دو اُونٹوں کے ساتھ وہ رسّے خوب جکڑ دئے اور اُن اونٹوں کو دو مختلف جہات میں دوڑایا اور اس طرح پر وہ عورتیں دو ٹکڑے ہو کر مر گئیں۔

جب بے رحم کافروں کا ظلم اس حد تک پہنچ گیا۔ خدا نے جو آخر اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے اپنے رسول پر اپنی وحی نازل کی کہ مظلوموں کی فریاد میرے تک پہنچ گئی۔ آج میں اجازت دیتا ہوں کہ تم بھی ان کا مقابلہ کرو اور یاد رکھو کہ جو لوگ بے گناہ لوگوں پر تلوار اُٹھاتے ہیں۔ وہ تلوار سے ہی ہلاک کئے جائیں گے۔ مگر تم کوئی زیادتی مت کرو کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

یہ ہے حقیقت اسلام کے جہاد کی۔ جس کو نہایت ظلم سے بُرے پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ بیشک خدا حلیم ہے۔ مگر جب کسی قوم کی شرارت حد سے گزر جاتی ہے۔ تو وہ ظالم کو بے سزا نہیں چھوڑتا۔ اور آپ اُن کیلئے تباہی کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ہمارے مخالفوں نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ خدا تو قرآن شریف میں فرماتا ہے: لَاۤ اِکۡرَاهَ فِی الدِّیۡنِ (سورۃ البقرہ، سورۃ نمبر 2 آیت نمبر 257) یعنی دین اسلام میں جبر نہیں۔ تو پھر کس نے جبر کا حکم دیا۔ اور جبر کے کونسے سامان تھے۔ اور کیا وہ لوگ جو جبر سے مسلمان کئے جاتے ہیں اُن کا یہی صدق اور یہی ایمان ہوتا ہے کہ بغیر کسی تنخواہ پانے کے باوجود دو تین سو آدمی ہونے کے ہزاروں آدمیوں کا مقابلہ کریں اور جب ہزار تک پہنچ جائیں تو کئی لاکھ دشمن کو شکست دے دیں۔ اور دین کو دشمن کے حملوں سے بچانے کیلئے بھیڑوں بکریوں کی طرح سر کٹا دیں۔ اور اسلام کی سچائی پر اپنے خون سے مہریں کر دیں۔ اور خدا کی توحید کے پھیلانے کیلئے ایسے عاشق ہوں کہ درویشانہ طور پر سختی اُٹھا کر افریقہ کے ریگستان تک پہنچیں اور اُس ملک میں اسلام کو پھیلا دیں۔ اور پھر ہر یک قسم کی صعوبت اُٹھا کر چین تک پہنچیں نہ جنگ کے طور پر بلکہ محض درویشانہ طور پر۔ اور اس ملک میں پہنچ کر دعوت اسلام کریں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے بابرکت وعظ سے کئی کروڑ مسلمان اس زمین میں پیدا ہو جائیں۔ اور پھر ٹاٹ پوش درویشوں کے رنگ میں ہندوستان میں آئیں اور بہت سے حصّہ آریہ ورت کو اسلام سے مُشرّف کر دیں اور یورپ کی حدود تک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی آواز پہنچا دیں۔ تم ایماناً کہو کہ کیا یہ کام اُن لوگوں کا ہے جو جبراً مُسلمان کئے جاتے ہیں۔ جن کا دل کافر اور زبان مومن ہوتی ہے؟ نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کے کام ہیں جن کے دل نور ایمان سے بھر جاتے ہیں۔ اور جن کے دلوں میں خدا ہی خدا ہوتا ہے۔‘‘

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 467)

(باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو ✡ رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ! ✡ تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

طالبِ دعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

تعارف کتاب: معجزات القرآن

مصنفہ مولانا ظفر محمد ظفر صاحب سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ

(از مقصود احمد منصور، مبلغ سلسلہ گیانا)

نام کتاب : معجزاتُ القرآن

مصنف : مولانا ظفر محمد ظفرؔ سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ

سن اشاعت : 2018

صفحات : 248

مولانا ظفر محمد ظفرؔ صاحب کی کتاب ’’معجزاتُ القرآن‘‘ حروف مقطعات کی منفرد و جدید تحقیق پر مشتمل ہے۔ حضرت مولانا ظفر محمد ظفرؔ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حافظ فتح محمد خان صاحب مندرانی رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے اور ایک نیک بزرگ وجود تھے جو قرآنِ کریم سے خاص لگاؤ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بچپن سے ہی آپ کے دل میں قرآنی علوم کی محبت ڈال دی تھی۔ انہوں نے ’’بچپن میں ہی خواب میں دیکھا تھا کہ قرآن شریف ان کے سینہ میں چمک رہا ہے۔ مولانا ظفر محمد ظفرؔ صاحب کی کتاب معجزات القرآن اس بات کا زندہ ثبوت ہے۔ آپ نے اپنی اس نادر کتاب میں حروفِ مقطعات پر بہت کچھ لکھا ہے اور خصوصی طور پر حسابِ ابجد کی روشنی میں بہت دقیق نکات نکالے ہیں۔ حسابِ ابجد بذاتِ خود ایک نایاب اور پُراسرار سا علم ہے مگر آپ نے ان دونوں علوم کو یکجا کرتے ہوئے بہت گہرے اور باریک مضامین لکھے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے مختلف قرآنی آیات و مضامین کے معارف و دقیق نکات بھی نکالے ہیں۔ آپ کی کتاب معجزات القرآن چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ ان ابواب کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے۔

باب اوّل میں ایسے علمی نکات پیش کئے گئے ہیں جو بعد میں آنے والے حصہ کو سمجھنے کیلئے بہت ضروری ہیں۔ ان علوم میں آپ نے بتایا ہے کہ ’’حروفِ مقطعات کا ماخذ سورۃ فاتحہ ہے۔‘‘ یہ ایک ایسی بات ہے جس کا تفصیلی ذکر بعد کے ابواب میں آتا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ ’’حروف مقطعات سورۃ فاتحہ کی جو اُم الکتاب بھی کہلاتی ہے بیٹیاں ہیں اور سارا قرآن شریف انہیں کے اشارے کے مطابق چل رہا ہے جب یہ کسی سورت کا کسی معین زمانے سے لگاؤ دکھاتی ہیں تو کتاب مکنون کے چہرے پر جو زمانے کا پردہ پڑا ہوا ہے وہ پردہ اُٹھ جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے قول و فعل میں مطابقت پیدا ہو جاتی ہے۔‘‘ (معجزات القرآن، صفحہ 39)

اسی طرح آپ نے اس باب میں اسلام کی دو ترقیات کے زمانوں کا ذکر کیا ہے۔ جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دو نام ’محمدؐ‘ اور ’احمد‘ ہیں اسی طرح اسلام کے دو قسم کے دور ہونگے۔ ایک جلالی دور ہوگا اور ایک جمالی دور ہوگا۔ نام ’محمدؐ‘ جلالی شان رکھتا ہے اور ’احمد‘ جمالی شان رکھتا ہے۔ جلالی دور میں ظاہری جنگ و جدال کے ذریعہ اسلام کا دفاع کیا جائے گا اور جمالی دور میں صرف روحانی اور علمی جنگ کے ذریعہ اسلام کا دفاع کیا جائے گا۔ آپ نے اس کی تشریح مختلف آیات کے ذریعہ کی ہے۔

اسی باب میں آپ نے بتایا ہے کہ کس طرح قرآن کریم ایک زندہ معجزہ ہے اور آپ نے قرآن کریم کے تین ایسے معجزات پیش کئے جو اس زمانے میں ظہور پذیر ہوئے (1) قرآن کریم کے حروف اور ان کے اعداد (2) قرآن کریم کے واقعات کے ذریعہ پیشگوئیوں کا بیان کیا جانا (3) قرآن شریف کی غیب کی خبروں میں جدید تحقیقات اور ایجادات کا بیان ہونا۔

اسی طرح اس باب میں آپ نے حسابِ ابجد کا تعارف بھی کروایا ہے اور اسکے کچھ اصول بیان فرمائے ہیں جس کے بنیادی علم کے بغیر اس کتاب کو سمجھنا مشکل ہے۔

دوسرے باب میں قرآنی مقطعات اور سورۃ فاتحہ کے حیرت انگیز تعلق کے بارے تفصیل سے لکھا ہے۔ آپ نے یہ موقف پیش کیا کہ سورۃ فاتحہ حروفِ مقطعات کو سمجھنے اور حل کرنے کی کنجی ہے۔ چنانچہ آپ نے حضرت میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہ صاحب اور حضرت مولانا غلام رسول راجیکی رضی اللہ عنہ صاحب کے حوالہ جات بھی پیش کئے ہیں جس میں ان دونوں بزرگ نے یہی فرمایا ہے کہ قرآنی مقطعات سورۃ فاتحہ کے ٹکڑے ہیں یا سورۃ فاتحہ حروفِ مقطعات کا ماخذ ہے۔

اس باب کا آغاز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مشہور حدیث سے ہوا جس میں یہودی علماء نے حروفِ مقطعات کے اعداد نکالے اور اس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کی عمر بہت تھوڑی ہے۔ مگر جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مزید مقطعات بتاتے گئے تو وہ شرمندہ ہو کر چلے گئے کیونکہ ان یہودی علماء کے مطابق ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کی عمر بڑھتی جا رہی تھی چنانچہ مولانا ظفر محمد ظفر صاحب نے مقطعات کے ذریعہ امتِ محمدیہ کی مجموعی عمر پر تحقیق کی۔

اسکے علاوہ اسلام کی نشاۃ اولیٰ اور نشاۃ ثانیہ کے بارے بھی دلچسپ اور حیرت انگیز نکات پیش کئے ہیں اور اس کا استنباط سورۃ فاتحہ اور دیگر آیات سے کیا ہے۔ آپ نے سورۃ فاتحہ، حروفِ مقطعات اور سورۃ العصر سے دنیا کے اس دور کی عمر نکالی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے وقتِ ظہور، سن پیدائش، سن تاسیس اور سن وصال حسابِ ابجد اور حروف مقطعات کے ذریعہ بھی ثابت کیا۔ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایک نئی دلیل حروفِ مقطعات کے ذریعہ قائم ہوتی ہے۔

معجزاتُ القرآن کے تیسرے باب میں مولانا ظفر محمد ظفر صاحب نے انبیاء علیہ السلام کے نام اور ان کے اعداد کے ذریعہ پُر معارف نکات سے پردہ اُٹھایا۔ اس باب میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر نئے انداز سے روشنی ڈالی ہے۔

اسی طرح چوتھے باب میں قرآن کریم میں بیان فرمودہ مختلف واقعات میں چھُپی پیشگوئیوں کا ذکر کیا ہے جن پیشگوئیوں کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم ایک زندہ کتاب ہے اور اس میں ہمیشہ کیلئے پیشگوئیاں درج ہیں اور یہ ایک ایسا علمی معجزہ ہے جس کی نظیر کسی اور نبی کو نہیں دی گئی۔

پھر اس باب میں آپ نے سورۃ مریم کی منتخب آیات کی تفسیر بھی لکھی جس میں خصوصیت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل کے زمانہ پر مشتمل پیشگوئیاں کھول کر بیان کی ہیں۔ ان کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ مریم کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے خصوصیت کے ساتھ تعلق ہے اور یہ سورۃ مریم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مزید دلائل و براہین دیتے ہیں اور احمدیت کی حقانیت ثابت کرتے ہیں۔

آپ نے بتایا کہ حساب ابجد کے مطابق طٰہٰ کے اعداد 14 بنتے ہیں اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صدی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

اس کے علاوہ سورۃ طٰہٰ میں بنی اسرائیل قوم کے بچھڑے کی عبادت کا ہندو قوم کی رسوم کے ساتھ ایک دلچسپ مماثلت پیش کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ ہندو قوم دراصل مصر سے آئی تھی اور گوسالے کی عبادت سامری تعلیم کے ماتحت کرتی چلی آ رہی ہے اور آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور کے بارے مزید نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے جو سورۃ طٰہٰ میں مذکور ہیں۔

باب پنجم میں دورِ حاضر میں ہونے والی جدید تحقیقات اور دریافتوں پر تحریر فرمایا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ یہ جدید علوم جسے سائنس اب دریافت کر رہی ہے قرآن کریم میں چودہ سو سال قبل بیان فرما دیئے گئے ہیں۔ ان دریافتوں میں زمین سے متعلق مختلف سائنسی علوم کے بارے لکھا ہے۔ جیسے زمینی گردش، کشش ثقل وغیرہ۔

اسی طرح حال میں ہونے والی حیرت انگیز ایجادات کے بارے میں بھی قرآن کریم میں موجود پیشگوئیوں سے پردہ اٹھایا ہے جن میں جدید سواریاں، ٹیپ ریکارڈر، ایئر کنڈیشن شامل ہیں اور یہ ثابت کیا ہے کہ قرآنی علوم ہمیشہ سائنسی ایجادات اور سائنسی دریافت سے مقدم رہیں گے۔

باب ششم متفرق مضامین پر مشتمل ہیں جس میں یاجوج ماجوج پر قرآن کریم اور بائبل کے حوالہ جات کے ساتھ تفصیلی مضمون لکھا ہے اسی طرح ان کا آخری انجام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے منسلک ہے اس پر بھی تحریر فرمایا ہے۔ اور بائبل کے حوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ جس ملک میں آئیں گے وہ ہندوستان کا علاقہ پنجاب ہے۔

اسی طرح آپ نے قرآن کریم کی ترتیب کو سمجھنے کیلئے آٹھ طریق بیان فرمائے ہیں جن کو استعمال کرنے سے ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق قرآن کریم کے علمی سمندر میں غوطہ زن ہو کر علمی جوہر تلاش کر سکتا ہے۔ اسکے علاوہ آپ نے سورتوں کے درمیان مضامین کے ربط کے بارے تحریر فرمایا اور بتایا کہ قرآن کریم کے مضامین میں ایک ترتیب پائی جاتی ہے۔

آخری مضمون عربی زبان کی بعض امتیازی خصوصیات پر مشتمل ہے جس میں آپ نے عربی زبان اور طب کے باطنی تعلق پر روشنی ڈالی ہے جس سے عربی زبان پر تحقیق کیلئے ایک نئے زاویے سے دروازہ کھولا۔

مولانا ظفر محمد ظفرؔ صاحب کی کتاب معجزات القرآن، قرآن کریم کے حروفِ مقطعات کی ایک منفرد تفسیر پیش کرتی ہے۔ اسکے علاوہ حسابِ ابجد اور حروفِ مقطعات کے ساتھ ایک گہرے تعلق سے پردہ اٹھاتی ہے اور مستقبل کیلئے مزید تحقیق کا دروازہ بھی کھولتی ہے۔

دعا ہے کہ مولانا ظفر محمد ظفرؔ صاحب کی اس علمی کاوش سے انسانیت کو فائدہ ہو اور کتاب کی اشاعت کرنے والے تمام احباب خصوصاً حضرت مولانا ظفر محمد صاحب کے بیٹے مکرم طاہر احمد ظفر صاحب اور پوتے مکرم آصف احمد ظفر صاحب کو اللہ تعالیٰ دُنیا و آخرت میں اجرِ عظیم عطا فرمائے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین اللھم آمین۔

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

غلبہ احمدیت اور غلبہ اسلام تو ہونا ہی ہے لیکن اگر ہم تقویٰ پر ترقی کرنے والے ہوئے تو ہم اپنی زندگیوں میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان ترقیات اور غلبہ کو دیکھنے والے ہوں گے۔ یہ انجام جو جماعت کا مقدر ہے اس کی شان ان شاء اللہ ہم خود دیکھیں گے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 6/جولائی 2012)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

افرادِ جماعت کی جتنی بڑی تعداد ایک کوشش کے ساتھ نیکیوں کو اختیار کرنے اور تقویٰ پر چلنے کی کوشش کرے گی من حیث الجماعت بھی جماعت پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش میں اضافہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل بڑھتے چلے جائیں گے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6/جولائی 2012)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,

E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

Alam Associates

Architect & Engineers

+91 9032667993

alamassociates18@gmail.com

22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)

Mobile : 8978952048

lordsshoe.co@gmail.com

NEW Lords SHOE CO.

(WHOLESALE & RETAIL)

DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS

16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

سید طالع کو خلافت سے وفا اور اخلاص کا ایسا ادراک تھا کہ کم دیکھنے میں آتا ہے

اس نے ایک نظم لکھی تھی کہ میں خلیفہ وقت سے سب سے زیادہ پیار کرتا ہوں اور خلیفہ وقت سے جو مجھے پیار اور محبت ہے وہ انہیں کبھی پتہ نہیں چلے گی

اَے پیارے طالع! مجھے پتہ تھا کہ تمہیں خلافت سے پیار اور محبت کا تعلق تھا، تمہارے ہر عمل سے، ہر حرکت وسکون سے اس کا پتا چلتا تھا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 3 ستمبر 2021 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کس واقف زندگی کی شہادت پر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: گزشتہ دنوں ہمارے ایک بہت ہی پیارے بچے اور واقف زندگی عزیزم سید طالع احمد ابن سید ہاشم اکبر کی گھانا میں شہادت ہوئی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سوال سید طالع احمد کی شہادت کس طرح ہوئی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: 23 اور 24 اگست کی درمیانی شب ایم۔ٹی اے۔ کی ٹیم، گھانا کے ناردرن ریجن میں ریکارڈنگ کر کے کماسی آ رہی تھی کہ راستے میں سوا سات بجے کے قریب ڈاکوؤں کی فائرنگ سے ٹیم کے تین ممبر میں سے دو، عزیزم سید طالع احمد اور عمر فاروق صاحب زخمی ہو گئے۔ تقریباً ساڑھے چار گھنٹے کے بعد پہلے پولی کلینک میں ان کی میڈیکل ٹریٹمنٹ ہوئی اسکے بعد ٹمالے کے بڑے ہسپتال لے جارہے تھے کہ راستے میں سید طالع احمد کی وفات ہوگئی۔

سوال سید طالع احمد کی خدمات کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب 2013ء میں زندگی وقف کی اور پھر مختلف دفتروں میں کام کرنے کے بعد آخر پریس اور میڈیا میں ان کی تقرری ہوئی۔ 2016ء میں ان کی ایم ٹی اے نیوز میں مکمل طور پہ تقرری ہوئی اور اس سے پہلے ریویو آف ریلیجنز میں انڈیکسنگ اور ٹیگنگ کے ہیڈ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ ایم ٹی اے نیوز کے لیے انہوں نے ڈاکومنٹریز بنائیں اور مزید تین یا چار ڈاکومنٹریز پر کام کر رہے تھے۔ This week with Huzur کو بھی انہوں نے initiate کیا تھا، اور شروع کیا اور پھر آخر تک اس میں خاص دلچسپی سے اس کی ایڈیٹنگ وغیرہ اور سارا کام کرتے رہے اور یہ پروگرام ایم ٹی اے دیکھنے والوں کے لیے بڑا مشہور تھا۔ ایڈیٹر طاہر میگزین کے علاوہ مجلس خدام الاحمدیہ کے شعبہ اشاعت میں بھی خدمت بجالاتے رہے اور پریس اینڈ میڈیا کے آفس کے تحت مختلف ممالک میں میرے ساتھ بھی اور ویسے بھی انہوں نے دَورے کیے۔

سوال سیّد طالع احمد میں اپنے کام کے تئیں کیسا جوش و جذبہ پایا جاتا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عزیزم طالع کو اپنے کام کو ختم کرنے کے لیے اور صرف ختم کرنے کے لیے نہیں بلکہ معیار کے مطابق پہنچانے کے لیے ایک غیر معمولی جوش اور جذبہ ہوتا تھا اور اس کے لیے وہ کسی خطرے کی بھی پروا نہیں کرتا تھا اور اس کی شہادت کے واقعہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو ایک لمحے کی بھی فکر نہیں تھی کہ کیا خطرہ ہے۔ بس یہ فکر تھی کہ جس کام کے لیے میں آیا ہوا ہوں اس کو احسن رنگ میں سرانجام دے سکوں اور وقت پہ مکمل کرلوں۔ اسی لیے ایسے وقت میں سفر بھی شروع کیا جبکہ خطرے کے امکانات بہت بڑھ گئے تھے۔

سوال شہادت سے قبل سید طالع کے آخر کلمات کیا تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: شہادت سے قبل سید طالع نے کئی بار یہ فقرہ دہرایا:

Tell Huzur that I love him and tell my family that I love them.

سوال سید طالع کی خلافت سے اخلاص اور وفا کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سید طالع کو خلافت سے وفا اور اخلاص کا ایسا ادراک تھا کہ کم دیکھنے میں آتا ہے۔ بلکہ ایسا تھا جسے بعض دین کا گہرا علم رکھنے والے بھی نہیں سمجھتے۔ اس نے خلافت سے وفا کی اور ایسی وفا کی کہ اپنے آخری الفاظ میں جبکہ وہ موت وحیات کی حالت میں تھا اسے خلیفۂ وقت سے پیار اور وفا کا ہی خیال تھا۔ شاید دو تین سال پہلے اس نے ایک نظم لکھی تھی جو خلافت سے تعلق اور پیار کے متعلق تھی اور اس نے شروع ہی اس طرح کیا تھا کہ میں خلیفۂ وقت سے سب سے زیادہ پیار کرتا ہوں اور ختم اس طرح کیا تھا کہ خلیفۂ وقت سے جو مجھے پیار اور محبت ہے وہ انہیں کبھی پتہ نہیں چلے گی۔

سوال حضور انور نے سید طالع سے اپنی محبت کا اظہار کس رنگ میں کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اَے پیارے طالع! مجھے پتہ تھا کہ تمہیں خلافت سے پیار اور محبت کا تعلق تھا۔ تمہارے ہر عمل سے، ہر حرکت وسکون سے اس کا پتا چلتا تھا، تمہاری آنکھوں کی چمک سے اس محبت کا اظہار ہوتا تھا۔ تمہارے چہرے کی ایک عجیب قسم کی رونق سے اس محبت کا اظہار ہوتا تھا۔ غرض کہ ہر طرح تمہارے ہر عمل سے یہ لگ رہا ہوتا تھا کہ کس طرح تم اس محبت کا اظہار کرو جو تمہیں خلیفۂ وقت سے ہے۔ مجھے شاید ہی کسی میں اس محبت کا اظہار نظر آتا ہو۔ طالع ہر وقت اس فکر میں رہتا تھا کہ کب خلیفہ وقت کے منہ سے کوئی بات نکلے اور میں اس پر عمل کروں اور صرف خود ہی عمل نہ کروں بلکہ کب اور کس طرح میں خلافت کے مقام کے بارے میں دنیا کو بتاؤں۔ کب خلافت کی حفاظت کے لیے جان کی قربانی بھی دینی پڑے تو جان کا نذرانہ بھی پیش کردوں۔

سوال سیّد طالع خلیفہ وقت کی آواز پر کس طرح لبیک کہتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس کے ایک دوست نے ایک دن اسے بڑا تھکا ہوا دیکھا تو وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ خلیفہ وقت نے مربیان کو ایک گھنٹے کے قریب تہجد پڑھنے کا کہا ہے۔ میں بھی تو وقف ہوں تو یہ حکم میرے لیے بھی ہے۔ آج تہجد کی وجہ سے پوری طرح سو نہیں سکا اس لیے تھکاوٹ لگ رہی ہے۔

سوال حضور انور نے سید طالع شہید کی کن کن خوبیوں کا ذکر فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اس کی نیکی اور تقویٰ کے معیار بہت اونچے تھے۔ عامر سفیر صاحب ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر کہتے ہیں کہ: طالع بہت ساری صلاحیتوں کے مالک تھے۔ تنظیمی کام عمدگی سے بجا لاتے تھے۔ خدمت کا بہت زیادہ جذبہ اور لگن تھی۔ وہ کسی پراجیکٹ کو گراؤنڈ زیرو سے شروع کر کے ایک جذبہ اور شوق کے ساتھ قابل فخر چیز بنا دیتے تھے۔ ایک جنونی آدمی کی طرح آگے بڑھ کے کام کرتے۔ طالع کو دنیا کی پروا نہیں تھی۔ طالع کی تحقیق کرنے کی صلاحیت بھی بہت اعلیٰ تھی۔ حضور انور نے فرمایا: ایک اور اہم خوبی جو طالع میں پائی جاتی تھی وہ یہ تھی کہ ہمیشہ اپنی فیملی اور رشتہ داروں کو جماعت سے منسلک اور جماعت کی خدمت کرتے دیکھنا چاہتا تھا۔ اپنے بیوی بچوں سے بہت پیار اور شفقت کا سلوک کرنے والا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت تھی۔ بالکل غیر مادیت پسند تھا۔ اس میں اعتماد بھی بہت تھا۔ بہت مہمان نواز تھا۔ دین کے معاملات میں بہت ہوشیار تھا۔ ان کی والدہ کہتی ہیں کہ تین سال کی عمر میں اس نے قرآن کریم کی کچھ سورتیں یاد کرلی تھیں۔

سوال طالع احمد کی چھوٹی بہن نے ان کے متعلق کیا کہا؟

جواب ان کی چھوٹی بہن کہتی ہیں کہ بہترین رول ماڈل تھے۔ مجھے ان سے کئی باتیں سیکھنے کا موقع ملا۔ جب میں تیرہ چودہ سال کی تھی تو ایک دن طالع نے چاہا کہ وہ مجھے پسندیدہ سورت پڑھ کے سنائے۔ چنانچہ اس نے مجھے سورہ یوسف کی تلاوت سنائی جو کہ نہایت عمدہ لہجے اور بہت خوش الحانی سے کی تھی۔ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ میں نے اسے کوئی لطیفہ سنایا جس میں عیسائیت کا ذکر تھا اور مذہب کی وجہ سے کچھ تھوڑا عیسائی مذہب کا استہزا کیا گیا تھا تو اس نے مجھے کہا کہ ہمیں کسی مذہب کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے اس طرح لوگ بھی ہمارے خلاف بولیں گے۔

سوال نسیم باجوہ صاحب نے طالع احمد کے کن اوصاف کا ذکر کیا؟

جواب انہوں نے لکھا کہ میں نے بطور طفل اسے نہایت شوق سے پروگراموں میں شامل ہوتے دیکھا ہے۔ وقت کا پابند، سنجیدہ، ذہین، دینی معلومات کو بڑھانے کا شوق رکھنے والا، نمازوں کو ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنے والا، فرمانبردار، مہمان نواز، بڑوں کا احترام کرنے والا، خلیفہ وقت سے محبت کرنے والا اور ان کی باتوں کو شوق سے سننے والا، ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے والا، غور وفکر کرنے والا، ذکر الٰہی کرنے والا، تبلیغ کے کاموں کو شوق سے کرنے والا، قرآن کریم کو خوبصورتی سے پڑھنے والا طفل تھا۔ بعد میں نوجوانی میں خوبیاں اَور بھی نکھر کر سامنے آئیں۔ ☆

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَايَنۡتُمۡ بِدَيۡنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكۡتُبُوۡهُ

وَلَا تَسۡـَٔمُوۡۤا اَنۡ تَكۡتُبُوۡهُ صَغِيۡرًا اَوۡ كَبِيۡرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ذٰلِكُمۡ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ وَاَقۡوَمُ لِلشَّهَادَةِ

اَے ایماندارو! جب تم ایک دوسرے سے کسی مقررہ میعاد کے لئے قرض لو تو اسے لکھ لو

اور خواہ چھوٹا لین دین ہو یا بڑا، تم اسے اسکی میعاد سمیت لکھنے میں سستی نہ کیا کرو یہ بات زیادہ انصاف والی ہے اور شہادت کو زیادہ درست رکھنے والی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی سے قرض کی رقم لینی ہو اور وہ اس کو مقررہ میعاد گزرنے کے بعد بھی مہلت دیتا ہے تو ہر وہ دن جو مہلت کا گزرتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ ہوگا نیز فرمایا: صدقے کی جزا دس گنا ہوگی اور قرض دینے کی جزا اٹھارہ گنا ملے گی

قرضہ بھی دنیا کی بلاؤں میں سے ایک سخت بلا ہے اور راحت اسی میں ہے کہ اس سے سبکدوشی ہو جائے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 13 اگست 2004 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور نے قرآن مجید کی کونسی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب خطبہ جمعہ کے ابتداء میں حضور انور نے قرآن مجید کی آیت: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَايَنۡتُمۡ بِدَيۡنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكۡتُبُوۡهُ‌ؕ وَلۡيَكۡتُبْ بَّيۡنَكُمۡ كَاتِبٌۢ بِالۡعَدۡلِ‌ وَلَا يَاۡبَ كَاتِبٌ اَنۡ يَّكۡتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ‌ فَلۡيَكۡتُبۡ‌ۚ وَلۡيُمۡلِلِ الَّذِىۡ عَلَيۡهِ الۡحَـقُّ وَلۡيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبۡخَسۡ مِنۡهُ شَيۡـــًٔا‌ ؕ فَاِنۡ كَانَ الَّذِىۡ عَلَيۡهِ الۡحَـقُّ سَفِيۡهًا اَوۡ ضَعِيۡفًا اَوۡ لَا يَسۡتَطِيۡعُ اَنۡ يُّمِلَّ هُوَ فَلۡيُمۡلِلۡ وَلِيُّهٗ بِالۡعَدۡلِ‌ؕ وَاسۡتَشۡهِدُوۡا شَهِيۡدَيۡنِ مِنۡ رِّجَالِكُمۡ‌ۚ فَاِنۡ لَّمۡ يَكُوۡنَا رَجُلَيۡنِ فَرَجُلٌ وَّامۡرَاَتٰنِ مِمَّنۡ تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنۡ تَضِلَّ اِحۡدٰٮهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحۡدٰٮهُمَا الۡاُخۡرٰى‌ؕ وَلَا يَاۡبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوۡا ‌ؕ وَلَا تَسۡـَٔمُوۡۤا اَنۡ تَكۡتُبُوۡهُ صَغِيۡرًا اَوۡ كَبِيۡرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ‌ؕ ذٰ لِكُمۡ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ وَاَقۡوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدۡنٰۤى اَلَّا تَرۡتَابُوۡۤا اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيۡرُوۡنَهَا بَيۡنَكُمۡ فَلَيۡسَ

عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَلَّا تَكۡتُبُوۡهَا ۔ وَاَشۡهِدُوۡۤا اِذَا تَبَايَعۡتُمۡ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيۡدٌ ۔ وَاِنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاِنَّهٗ فُسُوۡقٌ بِكُمۡ ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۔ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۔ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيۡمٌ (سورۃ البقرہ آیت 283) کی تلاوت فرمائی۔

سوال قرض کی کیا قباحت حضورانور نے بیان فرمائی؟

جواب حضورانور نے فرمایا: لین دین جب قرض کی صورت میں ہو تو بے انتہاء معاشرتی مسائل پیدا کر دیتا ہے۔

سوال لین دین کیوقت کس احتیاط کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے؟

جواب حضورانور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَايَنۡتُمۡ بِدَيۡنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكۡتُبُوۡهُ کہ اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ایک معین مدت کے لئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو، یہ کتنا خوبصورت حکم ہے، بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں بڑا اعتبار ہے، کیا ضرورت ہے لکھنے کی۔ لکھنے سے ہمارے آپس کے تعلقات خراب ہوں گے۔ حضورانور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حکم تو ہے کہ لین دین چاہے چھوٹا ہو یا بڑا لکھا کرو۔ جیسا کہ فرمایا کہ وَلَا تَسۡئَمُوۡۤا اَنۡ تَكۡتُبُوۡهُ صَغِيۡرًا اَوۡ كَبِيۡرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ کہ لین دین خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اسے اس کی مقررہ میعاد پر یعنی جب تک کا معاہدہ ہے وہ بھی لکھو اور معاہدے کی تفصیل بھی لکھو، اور اس سے اکتانا نہیں چاہئے۔ اللہ کے اس حکم پر نہ چلنے والے جو ایک وقت میں ہم پیالہ ہم نوالہ ہوتے تھے، ایک دوسرے کے جانی دشمن ہوئے ہوتے ہیں تو یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کرنے کے نتیجے میں ہے۔

سوال کاروباری یا ذاتی لین دین کرنے والوں کو حضورانور نے کیا نصیحت فرمائی۔

جواب حضورانور نے فرمایا: ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ چاہے وہ کاروباری لین دین ہو یا ذاتی لین دین سوائے نقد لین دین کے کہ وہاں اجازت ہے اس کے علاوہ جس قسم کا بھی اور جب بھی کوئی ایسا لین دین ہو جس میں کچھ وقفہ پڑتا ہو، جہاں بھی اُدھار یا قرض کی صورت بنے تو ایک تحریر ہونی چاہئے۔

سوال قرض دینے والا کب ثواب کا مستحق ہوتا ہے؟

جواب حضورانور نے فرمایا: قرض دینے والے کو ثواب کا حقدار قرار دیا گیا ہے کہ اگر وہ قرض دیتے وقت سہولت والی شرطیں منظور کرلے تو اس کو ثواب ملے گا۔

سوال اگر قرض لینے والا تنگ دست ہو تو اس کے ساتھ قرآن نے کیسا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے؟

جواب حضورانور نے فرمایا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: وَاِنۡ كَانَ ذُوۡ عُسۡرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيۡسَرَةٍ ۔ وَاَنۡ تَصَدَّقُوۡا خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ (البقرۃ: 281) جب کوئی تنگدست ہو تو اسے آسائش تک مہلت دینی چاہئے اور اگر تم خیرات کر دو یہ تمہارے لئے بہت اچھا ہے اگر تم کچھ علم رکھتے ہو۔

سوال قرض دینے والے کو مقروض سے کیسا سلوک کرنا چاہئے؟

جواب حضورانور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی سے قرض کی رقم لینی ہو اور وہ اس کو مقررہ میعاد گزرنے کے بعد بھی مہلت دیتا ہے تو ہر وہ دن جو مہلت کا گزرتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اسراء والی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقے کی جزا دس گنا ہوگی اور قرض دینے کی جزا اٹھارہ گنا ملے گی۔

سوال مقروض کو سہولت دینے کے متعلق حضورانور نے کونسی روایت بیان فرمائی؟

جواب حضورانور نے فرمایا: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو جنت میں داخل کیا جو خریدتے وقت اور بیچتے وقت قرض دیتے وقت اور قرض کا تقاضا کرتے وقت آسانی پیدا کرتا تھا۔

سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے؟

جواب حضرت ابوسعیدؓ خدری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں کفر اور قرض سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا قرض کا معاملہ کفر کے برابر کیا جائے گا؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہاں۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نواب محمد علی خان صاحبؓ کو قرض کی ادائیگی کے متعلق کیا لکھا؟

جواب حضورانور نے فرمایا: ایک دفعہ آپؑ نے حضرت نواب محمد علی خان صاحب سے پانچ سو روپے قرض لیا تو اس کے بعد آپؑ نے ان کو خط لکھا کہ چونکہ اس عاجز نے پانچ سو روپے آں محب کا قرض دینا ہے، مجھے یاد نہیں کہ میعاد میں سے کیا باقی رہ گیا ہے اور قرضے کا ایک نازک اور خطرناک معاملہ ہوتا ہے۔ میرا حافظہ اچھا نہیں۔ یاد پڑتا ہے کہ پانچ برس میں ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور کتنے برس گزر گئے ہوں گے۔ عمر کا کچھ اعتبار نہیں۔ آپ براہ مہربانی اطلاع بخشیں کہ کس قدر میعاد باقی رہ گئی ہے تا حتی الوسع اس کا فکر رکھ کر بتوفیق باری تعالیٰ میعاد کے اندر اندر ادا ہو سکے اور اگر ایک دفعہ نہ ہو سکے تو کئی دفعہ کر کے میعاد کے اندر بھیج دوں۔ امید ہے کہ جلد اس سے مطلع فرمائیں گے تا میں اس فکر میں لگ جاؤں کیونکہ قرضہ بھی دنیا کی بلاؤں میں سے ایک سخت بلا ہے اور راحت اسی میں ہے کہ اس سے سبکدوشی ہو جائے۔

سوال ایک مقروض کو حضرت خلیفہ اوّل نے قرض سے نجات کا کیا نسخہ بتایا؟

جواب کسی شخص نے آپؓ سے کہا کہ 25 ہزار روپے کا مقروض ہو گیا ہوں تو آپؓ نے فرمایا اس کے تین علاج ہیں (۱) بہت زیادہ استغفار کرو (۲) فضول خرچی چھوڑ دو (۳) ایک پیسہ بھی ملے تو قرض خواہ کو دے دو۔

......☆......☆......☆......

NISHA LEATHER

Specialist in :

Leather Belts, Ladies & Gents Bag

Jackets, Wallets, etc

WHOLE SALE & RETAILER

19-A, Jawaharlal Nehru Road, Kolkatta - 700087

(Beside Austin Car Showroom)

Contact No : 2249-7133

طالب دعا: افراد خاندان مکرم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم، جماعت احمدیہ کلکتہ (بنگال)

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

عقلمند خوب جانتے ہیں کہ لفظ خلت جو ایک تشریح طلب لفظ تھا اس کی تشریح صرف موت یا قتل سے کرنا اس بات پر قطعی دلالت کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اِس مقام میں خلت کے معنے یا موت یا قتل ہے اور کچھ نہیں اور یہ ایک ایسا یقینی امر ہے جو اس سے انکار کرنا گویا خدا کی اطاعت سے خارج ہونا اور اس پر افترا کرنا ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے اسی آیت میں اپنے ہی منہ سے بیان فرما دیا کہ خلت کے معنے یا مرنا یا قتل کئے جانا ہے تو اِس سے مخالف بولنا کذب عظیم اور ایک بڑا افترا ہے اور صغائر میں سے نہیں ہے بلکہ کبیرہ گناہ ہے پس جبکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک خلت کے معنے دو میں ہی محصور ٹھہرے یعنی مرنا یا قتل کئے جانا تو اِس سے زیادہ افترا اور دروغ کیا ہوگا کہ جس طرح نصاریٰ نے خواہ نخواہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا اِسی طرح خواہ نخواہ بغیر دلیل اور سلطان مبین کے خلت کے معنوں میں آسمان پر بجسم عنصری اُٹھائے جانا داخل سمجھا جائے۔ ہاں اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوگا کہ جبکہ ائمہ لغت عرب نے بھی خلت کے معنے کہیں یہ نہیں لکھے کہ کوئی شخص زندہ مع جسم عنصری آسمان پر چلا جائے تو کیا حاجت تھی کہ خدا تعالیٰ نے اَفَا۟ئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ کے ساتھ لفظ خلت کی تشریح فرمائی تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ فیج اعوج کے زمانہ میں خلت کے یہ معنے بھی کئے جائیں گے کہ حضرت مسیح کو زندہ مع جسم عنصری آسمان پر پہنچا دیا گیا ہے۔ لہٰذا اِس تشریح سے بطور حفظ ماتقدم پہلے سے ہی ان خیالاتِ فاسدہ کا ردّ کر دیا۔ اب اس تمام تحقیق کے رُو سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ میں نے ان معنوں میں کوئی جھوٹ نہیں بولا بلکہ آپ ناراض نہ ہوں آپ خود بوجہ ترک معنی قرآن اِس قول شنیع دروغ گوئی کے مرتکب ہوئے ہیں۔

ایک ہزار روپے کا پُرشوکت انعامی چیلنج

حضور علیہ السلام نے فرمایا : مَیں آپ کو ہزار روپیہ بطور انعام دینے کو طیار ہوں اگر آپ کسی قرآن شریف کی آیت یا کسی حدیث قوی یا ضعیف یا موضوع یا کسی قول صحابی یا کسی دوسرے امام کے قول سے یا جاہلیت کے خطبات یا دواوین اور ہر ایک قسم کے اشعار یا اسلامی فصحاء کے کسی نظم یا نثر سے یہ ثابت کر سکیں کہ خلت کے معنوں میں یہ بھی داخل ہے کہ کوئی شخص مع جسم عنصری آسمان پر چلا جائے۔ خدا تعالیٰ کا قرآن شریف میں اوّل خلت کا بیان کرنا اور پھر ایسی عبارت میں جو بموجب اصول بلاغت و معانی تفسیر کے محل میں ہے صرف مرنا یا قتل کئے جانا بیان فرمانا، کیا مومن کے لئے یہ اِس بات پر حجت قاطع نہیں ہے کہ خلت کے معنے اِس محل میں دو ہی ہیں یعنی مرنا یا قتل کئے جانا۔ اب خدا کی گواہی کے بعد اور کس کی گواہی کی ضرورت ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اسی مقام میں خدا تعالیٰ نے میری سچائی کی گواہی دے دی اور بیان فرما دیا کہ خلت کے معنے مرنا یا قتل کئے جانا ہے۔ آپ نے تو اِس مقام میں اپنے اس اشتہار میں میری نسبت یہ عبارت لکھی ہے کہ ایسا جھوٹ بولا ہے کہ کسی ایماندار بلکہ ذرہ شرم اور حیا کے آدمی کا کام نہیں۔ لیکن یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان ہے کہ وہی جھوٹ قرآنی شہادت سے آپ پر ثابت ہو گیا۔ اب بتلائیے کہ میں آپ کی نسبت کیا کہوں۔ آپ نے ناحق جلد بازی کر کے میرا نام دروغ گو رکھا لیکن میں نہیں چاہتا کہ بدی کا بدی کے ساتھ جواب دوں بلکہ اگر اسلامی شریعت میں جھوٹ بولنا حرام اور گناہ نہ ہوتا تو میں بعوض آپ کے کذاب کہنے کے آپ کو صدیق کہتا اور بعوض اس کے کہ آپ نے محض دروغ گوئی سے مجھے ذلیل اور شکست یافتہ قرار دیا آپ کو معزز اور فتحیاب کے نام سے پکارتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا تھا

ایک اعتراض عبد الحق نے یہ کیا کہ : جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم کا حضرت مسیح علیہ السلام اور تمام نبیوں کی موت پر اجماع ہو جانا یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ اصحاب کرام تو لاکھ سے بھی زیادہ ہونگے سب سے ثبوت دینا تو مشکل ہے۔

اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :

اس جگہ مجھے آپ لوگوں کی حالت پر رونا آتا ہے کہ کیسے خدا نے عقل و علم اور دیانت کو سینوں میں سے چھین لیا۔ کیا اِسی مایۂ علمی پر آپ لوگ مولوی کہلاتے ہیں اور ایک دُوسرے کا نام علماء کرام اور صوفیہ عظام رکھتے ہیں۔ اَے قابل رحم نادان یہ بات فی الواقع سچ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور تمام گزشتہ نبیوں کی موت کی نسبت صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا تھا...... کیونکہ اِس میں کوئی ضعیف قول بھی مروی نہیں جس سے ثابت ہو جو کسی صحابی نے حضرت ابوبکر کی مخالفت کی یا تخلف کیا یعنی جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی موت پر بطور استدلال کے یہ آیت پڑھی کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰٓى اَعۡقَابِكُمۡ ؕ جس کا یہ ترجمہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صرف ایک رسول ہے اس میں کوئی جز الوہیت کی نہیں اور اس سے پہلے تمام رسول دنیا سے گزر چکے ہیں یعنی مر چکے ہیں۔ پس ایسا ہی اگر یہ بھی مر کر یا قتل ہو کر دُنیا سے گزر گیا تو کیا تم دین سے پھر جاؤ گے تو اس آیت کے سننے کے بعد کسی ایک صحابی نے بھی مخالفت نہیں کی اور اُٹھ کر یہ عرض نہیں کی کہ یہ آپ کا استدلال ناقص اور ناتمام ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ بعض نبی زندہ بجسم عنصری زمین پر موجود ہیں جیسے الیاس و خضر اور بعض آسمان پر جیسے ادریس اور عیسیٰ تو پھر اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ضرورت موت کیونکر ثابت ہو اور کیوں جائز نہیں کہ وہ بھی زندہ ہوں بلکہ تمام صحابہ نے اس آیت کو سن کر تصدیق کی اور سب کے سب اس نتیجہ تک پہنچ گئے کہ تمام نبیوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھی مرنا ضروری تھا پس یہ اجماع بلا توقف اور تردّد واقع ہوا۔ (تحفہ غزنویہ رُوحانی خزائن جلد 15، صفحہ 571 تا 578)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

وصــــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10437: مَیں عادلہ سراج زوجہ مکرم سراج رحمٰن صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 42 سال پیدائشی احمدی، موجودہ پتا: کویت، مستقل پتا: پریم ودا وزا کالاکجی صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16/نومبر 2018 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 80 گرام۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/83300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سراج رحمٰن | الامۃ: عادلہ سراج | گواہ: سالم پی۔ ایم

مسل نمبر 10438: مَیں منّی زوجہ مکرم منشی خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 50 سال تاریخ بیعت 2000ء، ساکن پرون تحصیل بسیری ضلع دھولپور صوبہ راجستھان، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15/ستمبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ عطاء العزیز | الامۃ: منّی | گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10439: مَیں رخسانہ زوجہ مکرم کلیان احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 42 سال تاریخ بیعت 2001ء، ساکن موساپور ڈاکخانہ شاستری نگر تحصیل سائی پاؤ ضلع دھولپور صوبہ راجستھان، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16/ستمبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/3200 روپئے بذمہ خاوند، زیور طلائی 2.500 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: کلیان احمد | الامۃ: رخسانہ | گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10440: مَیں مدینہ زوجہ مکرم ایوب خان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 29 سال تاریخ بیعت 2009ء، ساکن پوتھ ڈاکخانہ سیہی تحصیل کومائی ہیار ضلع بھرتپور صوبہ راجستھان، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18/ستمبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور نقرئی 250 گرام، حق مہر وصول شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شفیع الدین | الامۃ: مدینہ | گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10441: مَیں محمد اقبال ولد مکرم منذر علی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 31 سال تاریخ بیعت 1999ء، ساکن سونکھ تحصیل کاٹومار ضلع الور صوبہ راجستھان، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19/ستمبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 500 sqft پر مشتمل رہائشی مکان۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/7000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد زاہد | العبد: محمد اقبال | گواہ: محمد سعد

مسل نمبر 10442: مَیں فؤاد احمد فاروقی ولد مکرم داؤد احمد فاروقی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی، ساکن ہاؤس نمبر 862 رام نگر ڈاکخانہ شاستری نگر ضلع جے پور صوبہ راجستھان، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20/ستمبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: داؤد احمد فاروقی | العبد: فواد احمد فاروقی | گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10443: مَیں عالیہ بانو زوجہ مکرم عدنان احمد شعیب صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 25 سال پیدائشی احمدی، ساکن ہاؤس نمبر 435 جے پی کالونی (سیکٹر نمبر 1) نزد وِینائک پبلک اسکول (شاستری نگر) ضلع جے پور صوبہ راجستھان، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20/ستمبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 5 گرام 22 کیریٹ، زیور نقرئی 250 گرام، حق مہر -/1,50,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عدنان احمد شعیب | الامۃ: عالیہ بانو | گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10444: مَیں حنا فاروقی بنت مکرم داؤد احمد فاروقی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 17 سال پیدائشی احمدی، ساکن ہاؤس نمبر 862 رام نگر ڈاکخانہ شاستری نگر ضلع جے پور صوبہ راجستھان، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21/ستمبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: داؤد احمد فاروقی | الامۃ: حنا فاروقی | گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10445: مَیں محمد شفیق ولد مکرم عبد اللطیف صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 42 سال تاریخ بیعت 2003ء، ساکن ہاؤس نمبر 25 ویویکانند کالونی (گھاٹ گیٹ روڈ) آدرش نگر ضلع جے پور صوبہ راجستھان، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21/ستمبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عطاء اللہ نصرت | العبد: محمد شفیق | گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10446: مَیں یوسف علی ولد مکرم اصغر علی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 33 سال پیدائشی احمدی، ساکن احمدیہ مسلم مشن نزد مدینہ مسجد (چمدا گھر) ڈاکخانہ کشن گڑھ ضلع اجمیر صوبہ راجستھان، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25/ستمبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/3000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عبد القدوس | العبد: یوسف علی | گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10447: مَیں پروین انجم زوجہ مکرم محمود احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 26 سال پیدائشی احمدی، ساکن احمدیہ مسلم مشن چمدا گھر ڈاکخانہ کشن گڑھ ضلع اجمیر صوبہ راجستھان، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25/ستمبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 1 رتی 22 کیریٹ، زیور نقرئی 3 تولہ، حق مہر -/40,105 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمود احمد | الامۃ: پروین انجم | گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10448: مَیں شاہ کامل احمد ولد مکرم شاہ محمد رضی احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی، ساکن احمد کمرشیئل کمپلیکس (ڈی۔ٹی روڈ) ڈاکخانہ آرا ضلع بھوجپور صوبہ بہار، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29/ستمبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شوقین کاٹھات | العبد: شاہ کامل احمد | گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10449: مَیں شاہ فوزان احمد ولد مکرم شاہ محمد رضی احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 17 سال پیدائشی احمدی، ساکن احمد کمرشیئل کمپلیکس (ڈی۔ٹی روڈ) ڈاکخانہ آرا ضلع بھوجپور صوبہ بہار، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29/ستمبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شوقین کاٹھات | العبد: شاہ فوزان احمد | گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10450: مَیں محمد رضی فردوس ولد مکرم محمد سلطان صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 19 سال تاریخ بیعت 2015ء، ساکن نیو کالونی والی گنج ڈاکخانہ آرا ضلع بھوجپور صوبہ بہار، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29/ستمبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 3.50 کٹھا پر مشتمل ایک رہائشی زمین۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست

حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شوکین کاٹھات　　العبد: محمد رضی فردوس　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10451: مَیں شاہ محمد سرور تنویر ولد مکرم شاہ محمد اعجاز تنویر صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 32 سال تاریخ بیعت 2004ء، ساکن نیو کالونی والی گنج ڈاکخانہ آرا ضلع بھوجپور صوبہ بہار، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29/ستمبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 3.50 کٹھا پر مشتمل ایک رہائشی زمین۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شوقین کاٹھات　　العبد: شاہ محمد سرور تنویر　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10452: مَیں حنا پروین زوجہ مکرم شاہ محمد سرور تنویر صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 23 سال تاریخ بیعت 2016ء، نیو کالونی والی گنج ڈاکخانہ آرا ضلع بھوجپور صوبہ بہار، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29/ستمبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/50,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شاہ محمد سرور تنویر　　الامۃ: حنا پروین　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10453: مَیں ناصرہ خاتون زوجہ مکرم غیاث الدین احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 23 سال تاریخ بیعت 2001ء، موجودہ پتا: ہارہاری (ساگردی گی) ضلع مرشدآباد صوبہ بنگال، مستقل پتا: تالگرام (بھرتپور) ضلع مرشدآباد صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16/اکتوبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 10 گرام 22 کیرٹ، زیور نقرئی 3 تولہ، حق مہر -/40,100 روپئے بذمہ خاوند (زیور طلائی بصورت حق مہر) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: غیاث الدین احمد　　الامۃ: ناصرہ خاتون　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10454: مَیں ہمایوں کبیر ولد مکرم امجد حسین صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، ساکن گانتھلا (کانڈی) ضلع مرشدآباد صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19/اکتوبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: امجد حسین　　العبد: ہمایوں کبیر　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10455: مَیں محمد زعیم ولد مکرم محمد حلیم صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 39 سال پیدائشی احمدی، ساکن 197 پارک اسٹریٹ ڈاکخانہ کولکاتہ صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 31/اکتوبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالحمید کریم　　العبد: محمد زعیم　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10456: مَیں غزالہ بانی زوجہ مکرم ساجد احمد بانی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 43 سال پیدائشی احمدی، ساکن اِمپیریل پارک اپارٹمنٹ (8/1 رائے چارن پال لین، فلیٹ نمبر 21) ڈاکخانہ کولکاتہ صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29/اکتوبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 74 گرام 22 کیریٹ، حق مہر -/50,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمود احمد بانی　　الامۃ: غزالہ بانی　　گواہ: ساجد احمد بانی

مسل نمبر 10457: مَیں شایان احمد بانی ولد مکرم ساجد احمد بانی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 16 سال پیدائشی احمدی، اِمپیریل پارک اپارٹمنٹ (8/1 رائے چارن پال لین، فلیٹ نمبر 21) ڈاکخانہ کولکاتہ صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29/اکتوبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمود احمد بانی　　العبد: شایان احمد بانی　　گواہ: ساجد احمد بانی

مسل نمبر 10458: مَیں اسماعیل خان ولد مکرم اسلام خان صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 30 سال پیدائشی احمدی، ساکن احمدیہ مسلم مشن کولکاتہ (205 پارک اسٹریٹ) کولکاتہ صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 31/اکتوبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/25,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالجلیل　　العبد: اسماعیل خان　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10459: مَیں فرح منصور بانی زوجہ مکرم منصور احمد بانی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 51 سال پیدائشی احمدی، ساکن 13 گنیش چندرا ایوینو (7th فلور) کولکاتہ صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29/اکتوبر 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 65 گرام 22 کریٹ بطور حق مہر۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: منصور احمد بانی　　الامۃ: فرح منصور بانی　　گواہ: ساجد احمد بانی

مسل نمبر 10460: مَیں محمد عاقب احمد ولد مکرم قسیم احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی، ساکن 44 ایلیٹ روڈ کولکاتہ صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/نومبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ارفع خان　　العبد: محمد عاقب احمد　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10461: مَیں عدیل احمد بانی ولد مکرم شاہد احمد بانی صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، ساکن 27 ہمایوں کورٹ (20/A لنڈسے اِسٹریٹ) کولکاتہ صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/نومبر 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد ارفع خان　　العبد: عدیل احمد بانی　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 10462: مَیں محمد سفیض الدین ولد مکرم ظہیر الدین صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری عمر 58 سال تاریخ بیعت 2004، ساکن پور بادھا نتالا (بنّا گوری) ڈاکخانہ سیٹلائٹ ٹاؤن شپ ضلع جلپائی گوڑی صوبہ بنگال، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13/اگست 2018 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک کٹھا زمین۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد صلاح الدین　　العبد: محمد سفیض الدین　　گواہ: ناصر احمد زاہد

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516
Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 9 - December - 2021 Issue. 49

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.800/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ثانی اثنین کی خلعت فاخرہ سے فیضیاب فرمایا اور اپنے خاص الخاص بندوں میں سے بنایا، کیا تمہیں کسی ایسے شخص کا علم ہے جسے ثانی اثنین کے نام سے موسوم کیا گیا اور نبی دو جہان کے رفیق کا نام دیا گیا ہو اور اس فضیلت میں شریک کیا گیا ہو کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اور اسے دو تائید یافتہ میں سے ایک قرار دیا گیا ہو

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 3 ؍دسمبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر شروع ہوگا۔ حضرت ابوبکر کا نام عبداللہ تھا۔ آپ کے والد کا نام عثمان بن عامر اور کنیت ابوقحافہ تھی۔ آپ کے لقب عتیق اور صدیق تھے اور کنیت ابو بکر تھی۔ آپ کی ولادت عام الفیل کے دو سال چھ ماہ بعد 573 عیسوی میں ہوئی۔ آپ کا تعلق قریش کے قبیلہ بنو تیم بن مرۃ سے تھا۔ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالکعبہ تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر کے عبداللہ رکھ دیا۔ آپ کی والدہ کا نام سلمٰی بنت سخر بن عامر تھا اور ان کی کنیت ام الخیر تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرہ نسب ساتویں پشت پر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر کی والدہ کا سلسلہ نسب ننھیال اور ددھیال دونوں طرف سے چھٹی پشت پر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر کے والدین حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد بھی زندہ رہے۔ آپ کے والد اور والدہ دونوں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق ملی۔ آپ کے والد کے ایمان لانے کا واقعہ یوں ہے کہ آپ کے والد فتح مکہ تک ایمان نہیں لائے تھے۔ اس وقت ان کی بینائی جا چکی تھی۔ فتح مکہ کے وقت جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر اپنے والد کو لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر تم اس بوڑھے عمر رسیدہ شخص کو گھر ہی رہنے دیتے، میں خود ان کے پاس آ جاتا۔ اس پر حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے نہ یہ کہ آپ ان کے پاس تشریف لاتے۔ حضرت ابوبکر نے انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بٹھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اسلام لے آئیں آپ سلامتی میں آ جائیں گے۔ چنانچہ ابوقحافہ نے اسلام قبول کر لیا۔

اُس وقت جبکہ آنحضرت دار ارقم میں چھپ کر عبادت کرتے تھے اور صحابہ کی تعداد 38 تھی ایک دن حضرت ابوبکر اصرار کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو مسجد حرام میں لے گئے اور وہاں موجود لوگوں کو خطاب فرمایا اور انہیں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کو کہا۔ اس پر لوگوں نے حضرت ابوبکر کو بہت مارا۔ بنو تیم کے لوگوں نے آ کر آپ کو بچایا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ابوبکر فوت ہو گئے تو ہم عتبہ بن ربیعہ کو قتل کر دیں گے جس نے آپ کو بہت زیادہ مارا تھا۔ آپ پر بے ہوشی طاری تھی۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو آپ نے کہا خدا کی قسم مَیں نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا یہاں تک کہ پہلے مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ حضرت ابوبکر کی والدہ آپ کو لیکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے کوئی تکلیف نہیں سوائے اس کے جو لوگوں نے میرے منہ پر چوٹیں لگائی ہیں اور یہ میری والدہ اپنے بیٹے سے اچھا سلوک کرنے والی ہیں۔ پھر اپنی والدہ کے بارے میں کہا کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے طفیل ان کو آگ سے بچا لے یعنی یہ ایمان لے آئیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی والدہ کے لئے دعا کی اور انہیں اسلام کی طرف دعوت دی جس پر انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس طرح حضرت ابوبکر کی والدہ نے شروع میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کے صدیق لقب کی ایک وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ جب اسراء کا واقعہ ہوا لوگ دوڑے دوڑے حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور ان سے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کا دوست کیا کہتا ہے؟ ابوبکرؓ نے کہا کیا کہتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا وہ کہتا ہے کہ میں رات بیت المقدس سے ہو کر آیا ہوں۔ جب ابوبکر نے آنحضرت ﷺ کی تصدیق کی تو لوگوں نے کہا کیا آپ اس خلاف عقل بات کو بھی مان لیں گے۔ حضرت ابوبکر نے کہا میں تو اس کی یہ بات بھی مان لیتا ہوں کہ صبح شام اس پر آسمان سے کلام اترتا ہے۔

ابوبکر کے عتیق اور صدیق کے علاوہ دیگر القابات بھی تھے یعنی جیسے خلیفۃ رسول اللہ۔ حضور انور نے فرمایا ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر کا یہ لقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہونے کی وجہ سے دیا گیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق کو اللہ تعالیٰ نے ثانی اثنین کے لقب سے پکارا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آپ کو ثانی اثنین کی خلعت فاخرہ سے فیضیاب فرمایا اور اپنے خاص الخاص بندوں میں سے بنایا۔ کیا تمہیں کسی ایسے شخص کا علم ہے جسے ثانی اثنین کے نام سے موسوم کیا گیا اور نبی دو جہان کے رفیق کا نام دیا گیا ہو اور اس فضیلت میں شریک کیا گیا ہو کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اور اسے دو تائید یافتہ میں سے ایک قرار دیا گیا ہو۔ کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جسکی قرآن میں اس جیسی تعریف کی گئی ہو اور جسکے مخفی حالات سے شبہات کے ہجوم کو دور کر دیا گیا ہو اور جسکے بارے میں نصوص صریحہ سے نہ کہ ظنی شکی باتوں سے یہ ثابت ہو کہ وہ مقبولین بارگاہ الٰہی میں سے ہیں۔

آپ کا ایک لقب صاحب الرسول بھی ہے۔ اس کا مطلب ہے رسول کا ساتھی۔ حضرت ابوبکر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک جماعت سے کہا تم میں سے کون سورۃ توبہ پڑھے گا ایک شخص نے کہا میں پڑھتا ہوں۔ پھر جب وہ آیت اِذۡ یَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ تک پہنچا تو حضرت ابوبکر رو پڑے اور فرمایا اللہ کی قسم میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی تھا۔ پھر آدم ثانی ایک لقب ہے۔ یہ وہ لقب ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ پھر خلیل الرسول ایک لقب ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ اس حدیث کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر کو آپؐ دوست تو رکھتے تھے، پھر اس حدیث کا کیا مطلب؟ بات اصل میں یہ ہے کہ خُلّت وہ دوستی ہوتی ہے جو رگ و ریشہ میں دھنس جائے اور وہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا خاصہ اور اسی کیلئے مخصوص ہے۔ دنیا کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ جیسی دوستی کرنا ایک نبی کیلئے اور خاص طور پر آنحضرت ﷺ کیلئے تو ممکن ہی نہیں تھا لیکن دنیا کے لحاظ سے اس مقام کے سب سے زیادہ حق دار ابوبکر ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے حلیہ کے بارہ میں روایت کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر گورے رنگ کے شخص تھے دبلے پتلے تھے رخساروں پر گوشت کم تھا کمر ذرا خمیدہ تھی۔ چہرہ کم گوشت والا تھا آنکھیں اندر کی طرف تھیں اور پیشانی بلند تھی۔

حضرت ابوبکر اپنی قوم میں مقبول اور محبوب تھے۔ آپ نرم مزاج شخص تھے۔ قریش کے حسب و نسب اور اس کی اچھائی اور برائی کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ آپ تجارت کرنے والے شخص تھے اور اچھے اخلاق اور نیکیوں کے مالک تھے آپ کی قوم کے لوگ ایک سے زائد باتوں کی وجہ سے آپ کے پاس آتے اور آپ سے محبت رکھتے تھے۔ یعنی آپ کے علم کی وجہ سے آپ کے تجربات کی وجہ سے اور آپ کی اچھی مجلسوں کی وجہ سے۔

قریش کی ساری قوم تجارت پیشہ تھی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بڑے ہو کر کپڑے کی تجارت کی جس میں انہوں نے غیر معمولی فروغ حاصل کیا اور ان کا شمار بہت جلد مکہ کے نہایت کامیاب تاجروں میں ہونے لگا۔ تجارت کی کامیابی میں ان کی جاذب نظر شخصیت اور بے نظیر اخلاق کو بھی بڑا خاصہ دخل تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت حضرت ابوبکر کا رأس المال چالیس ہزار درہم تھا۔ آپ اس میں سے غلاموں کو آزاد کرواتے اور مسلمانوں کی خبر گیری کرتے رہے یہاں تک کہ جب آپ مدینہ تشریف لائے تو اس وقت آپ کے پاس پانچ ہزار درہم باقی تھے۔

حضور انور نے فرمایا: اسلام سے قبل کے بعض واقعات ہیں۔ حضرت ابوبکر رؤوسائے قریش میں سے تھے اور ان کے مشوروں کے محور تھے۔ آپ سب سے زیادہ پاکیزہ اور نیک لوگوں میں سے تھے۔ آپ رئیس معزز سخی تھے اور بکثرت اپنا مال خرچ کیا کرتے تھے۔ اپنی قوم میں ہر دلعزیز اور محبوب تھے۔ اچھی مجلسوں والے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر اس امت کے سب سے بڑے تعبیر الرؤیا کے عالم تھے اور سب سے زیادہ اہل عرب کے حسب و نسب کو جاننے والے تھے۔

اہل مکہ کے نزدیک حضرت ابوبکر ان کے بہترین لوگوں میں سے تھے چنانچہ جب بھی انہیں کوئی مشکل پیش آتی وہ آپ سے مدد طلب کر لیا کرتے تھے۔ مکہ میں بسنے والے تمام قبائل کو کعبہ کے مناصب کے لحاظ سے کوئی نہ کوئی منصب حاصل ہوتا تھا اور کوئی فریضہ تفویض ہوتا تھا۔ خون بہا اور دیتیں اکٹھا کرنا حضرت ابوبکر کے قبیلہ بنو تیم بن مرۃ کا کام تھا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق جوان ہوئے تو یہ خدمت ان کے سپرد کر دی گئی۔ جب حضرت ابوبکر کسی چیز کی دیت کا فیصلہ کرتے تو قریش آپ کی تصدیق کرتے اور آپکی دیت کا لحاظ کرتے اور اگر آپ کے علاوہ کوئی اور دیت کا فیصلہ کرتا تو قریش اس کو چھوڑ دیتے اور اس کی تصدیق نہ کرتے تھے۔

حلف الفضول میں حضرت ابوبکر کی بھی شمولیت تھی۔

حضرت ابوبکر بعثت سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے وہ آپ ﷺ کے صدق اور امانت اور آپ کی پاک فطرت اور عمدہ اخلاق سے اچھی طرح واقف تھے۔ زمانہ جاہلیت سے حضرت ابوبکر کو شرک سے نفرت تھی۔ آپ نے کبھی شرک نہیں کیا اور نہ کبھی کسی بت کو سجدہ کیا۔

شرح زرقانی میں حضرت ابوبکر کے قبول اسلام کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر حکیم بن حزام کے گھر میں تھے اس وقت حکیم بن حزام کی لونڈی آئی اور ان سے کہنے لگی کہ تیری پھوپھی خدیجہ یہ بیان کرتی ہے کہ اس کا خاوند موسیٰ کی مانند بطور نبی بھیجا گیا ہے اس پر حضرت ابوبکر وہاں سے چپکے سے نکلے یہاں تک کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

حضرت ابوبکر کی ایک رؤیا اور اسلام لانے کا واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل حضرت ابوبکر نے ایک خواب دیکھا انہوں نے دیکھا کہ چاند مکہ میں اتر آیا تھا پھر انہوں نے اسے دیکھا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مکہ کی تمام جگہوں اور گھروں میں پھیل گیا ہے۔ اس کا ایک ایک ٹکڑہ ہر گھر میں داخل ہو گیا ہے اور پھر گویا وہ چاند آپ کی گود میں اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ حضرت ابوبکر نے بعض اہل کتاب علماء سے اس خواب کا ذکر کیا تو انہوں نے یہ تعبیر بتائی کہ وہ نبی جس کا انتظار کیا جا رہا ہے اس کا زمانہ آ گیا ہے اور آپ اس نبی کی پیروی کریں گے اور اس وجہ سے لوگوں میں سب سے زیادہ آپ سعادتمند ہوں گے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو دعوت اسلام دی تو انہوں نے توقف نہ کیا۔ ☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad